ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

39

www.tanzeem.org

18 تا 24 ذوالحجہ 1435ھ/14 تا 20 اکتوبر 2014ء

اس شمارے میں

گو نظام گو

نماز جمعہ کا نظام

براہیمی نظر پیدا مگر مشکل سے ہوتی ہے

داعش اور اُس کا اعلان خلافت

حقوق العباد

بے خبر اہلِ کشتی

قوموں کا عروج وزوال

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

حل کیا ہے؟

ہمارے ہاں کچھ لوگ جمہوریت کو ہمارے تمام مسائل کا حل سمجھتے ہیں۔ میری رائے میں پاکستان کی بقا صرف اور صرف اسلامی انقلاب میں ہے۔ البتہ جب تک کوئی انقلاب نہیں آتا، جمہوریت ہونی چاہیے، ورنہ چھوٹے صوبوں کے اندر احساس محرومی بڑھے گا۔ اگر انہیں بات کرنے کا موقع ہو، جمہوری حقوق حاصل ہوں، مطالبوں کے لیے جلسے کریں، جلوس نکالیں تو غبار اندر سے نکل جاتا ہے، بھڑاس نکل جاتی ہے، ورنہ لاوا اندر ہی اندر پک کر پھٹ پڑتا ہے۔ البتہ ہمارے لیے پناہ کا واحد راستہ یہی ہے کہ ہم اسلام کی طرف پیش قدمی کریں۔ کسی بلند تر مقصد کے لیے انسان چھوٹے مفادات کی قربانی دے دیتا ہے۔ جب کوئی مقصد سامنے نہ ہو تو پھر مفادات اور مصلحتیں ہی رہ جاتی ہیں اور ان میں ٹکراؤ تو ہوتا ہی ہے۔ ہماری محرومی ہے کہ ہم اسلام کی طرف سوچنے کو تیار ہی نہیں۔ خدارا سوچیے! وہ مقصد کہاں ہے جس کے لیے پاکستان بنایا تھا؟ نوجوان نسل سوال کرتی ہے کہ پاکستان کیوں بنایا تھا؟ جو ماحول بھارت میں ہے وہی یہاں ہے۔ بینکنگ کا وہی نظام وہاں بھی ہے جو یہاں ہے۔ وہی ملٹی نیشنل تنظیمیں وہاں بھی ہیں یہاں بھی ہیں۔ مسجدیں وہاں بھی ہیں یہاں بھی ہیں۔ پھر آخر کیوں اتنی جانیں دے کر اور عصمتیں لٹا کر پاکستان بنوایا؟ میرے نزدیک ہمارے مسائل کا حل صرف توبہ میں ہے۔ انفرادی توبہ یہ ہے کہ اپنے کردار سے خلاف شریعت کاموں کو نکال دیا جائے۔ دوسری ہے اجتماعی توبہ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آ جائے گی اور قوم یونسؑ کی طرح اللہ تعالیٰ ہماری توبہ قبول فرمالے گا۔ قوم یونسؑ پر عذاب کے آثار شروع ہو گئے تھے لیکن انہوں نے توبہ کی اور اللہ نے ان پر سے عذاب ٹال دیا۔

"بصائر: اخباری کالموں کا مجموعہ"

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

آیاتِ آفاقیہ میں سننے والوں کے لیے نشانی ہے

سورۃ النحل — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیات 64 تا 65

وَمَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ اِلَّا لِتُبَیِّنَ لَہُمُ الَّذِی اخۡتَلَفُوۡا فِیۡہِ ۙ وَہُدًی وَّرَحۡمَۃً لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۶۴﴾ وَاللّٰہُ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحۡیَا بِہِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِہَا ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّقَوۡمٍ یَّسۡمَعُوۡنَ ﴿۶۵﴾

آیت ۶۴ ﴿وَمَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ اِلَّا لِتُبَیِّنَ لَہُمُ الَّذِی اخۡتَلَفُوۡا فِیۡہِ ۙ﴾ ’’اور نہیں اُتاری (اے محمد ﷺ!) ہم نے آپ پر یہ کتاب مگر اس لیے کہ آپ واضح کر دیں ان کے لیے وہ سب کچھ جس میں انہوں نے اختلاف کیا‘‘

﴿وَہُدًی وَّرَحۡمَۃً لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۶۴﴾﴾ ’’اور یہ ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لیے جو ایمان لانے والے ہیں۔‘‘

اس آیت کو پڑھتے ہوئے سورۃ یونس کی یہ دو آیات بھی ذہن میں رکھیے:

﴿یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَتۡکُمۡ مَّوۡعِظَۃٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوۡرِ ۬ۙ وَہُدًی وَّرَحۡمَۃٌ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۵۷﴾ قُلۡ بِفَضۡلِ اللّٰہِ وَبِرَحۡمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلۡیَفۡرَحُوۡا ؕ ہُوَ خَیۡرٌ مِّمَّا یَجۡمَعُوۡنَ ﴿۵۸﴾﴾

’’اے لوگو! آ گئی ہے تمہارے پاس نصیحت تمہارے رب کی طرف سے اور تمہارے سینوں (کے جو روگ ہیں ان) کی شفا اور ہدایت اور اہل ایمان کے حق میں (بہت بڑی) رحمت۔ (اے نبی ﷺ! ان سے) کہہ دیجیے کہ یہ (قرآن) اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے (نازل ہوا) ہے‘ تو چاہیے کہ لوگ اس پر خوشیاں منائیں‘ وہ بہتر ہے ان چیزوں سے جو وہ جمع کرتے ہیں۔‘‘

آیت ۶۵ ﴿وَاللّٰہُ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحۡیَا بِہِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِہَا ؕ﴾ ’’اور اللہ ہی نے آسمان سے پانی اتارا‘ پھر اس سے زندہ کر دیا زمین کو اُس کے مُردہ ہو جانے کے بعد۔‘‘

﴿اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّقَوۡمٍ یَّسۡمَعُوۡنَ ﴿۶۵﴾﴾ ’’یقیناً اس میں نشانی ہے اُن لوگوں کے لیے جو سنتے ہوں۔‘‘

یہ نشانی ان لوگوں کے لیے ہے جن کا سننا حیوانوں کا سا سننا نہ ہو‘ بلکہ انسانوں کا سا سننا ہو۔ علامہ اقبال نے ’’زبورِ عجم‘‘ میں کیا خوب کہا ہے:

دم چیست؟ پیام است‘ شنیدی‘ نشنیدی!　　در خاکِ تو یک جلوۂ عام است ندیدی؟

دیدن دگر آموز! شنیدن دگر آموز!

یعنی سانس جو تم لیتے ہو یہ بھی اللہ کا ایک پیغام ہے‘ یہ الگ بات ہے کہ تم اس پیغام کو سنتے ہو یا نہیں سنتے ہو۔ یہ درست ہے کہ تم خاک سے بنے ہو‘ مگر تمہارے اسی خاکی وجود کے اندر ایک نور اور جلوۂ ربانی بھی موجود ہے۔ یہ روحِ ربانی جو تمہارے وجود میں پھونکی گئی ہے یہ جلوہ ربانی ہی تو ہے‘ جسے تم دیکھتے ہی نہیں ہو۔ تمہیں اندازہ ہی نہیں ہے کہ تمہارے اندر کیا کیا کچھ موجود ہے: ﴿وَفِیۡۤ اَنۡفُسِکُمۡ ؕ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ ﴿۲۱﴾﴾ (الذاریات) ’’اور تمہارے اندر (کیا کچھ ہے) کیا تم دیکھتے نہیں ہو؟‘‘ ذرا دوسری طرح کا دیکھنا اور دوسری طرح کا سننا سیکھو! ایسا دیکھنا سیکھو جو چیزوں کی اصلیت کو دیکھ سکے اور ایسا سننے کی صلاحیت حاصل کرو جس سے تمہیں حقیقت کی پہچان نصیب ہو۔ اگر ایسا نہیں تو پھر یہ دیکھنا اور یہ سننا محض حیوانوں کا سا دیکھنا اور سننا ہے۔

اے اہلِ نظر ذوقِ نظر خوب ہے لیکن　　جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا!

اس سورۃ میں تکرار کے ساتھ اہل فکر و دانش کو دعوت دی گئی ہے کہ وہ اللہ کی نشانیوں کو دیکھ کر‘ سن کر اور سمجھ کر سبق حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ (آیت زیر نظر کے علاوہ ملاحظہ ہوں آیات ۱۱‘ ۱۲‘ ۶۷‘ ۶۹ اور ۷۹)

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

18 تا 24 ذوالحجہ 1435ھ — جلد 23
14 تا 20 اکتوبر 2014ء — شمارہ 39

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638 فیکس: 36313131
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 450 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا ---------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ
مرزا ایوب بیگ

گو نظام گو

ڈی چوک اسلام آباد میں دو ماہ سے ایک سیاسی جماعت اور ایک مذہبی سیاسی جماعت نے دھرنا دیا ہوا ہے۔ دونوں جماعتیں الگ الگ لاہور سے لانگ مارچ کرتی ہوئی اسلام آباد پہنچیں۔ اسلام آباد میں الگ الگ ڈیرے جمائے۔ ایک جماعت کے قائد عمران خان ہیں اور دوسری کے قائد ڈاکٹر طاہر القادری۔ دونوں روزانہ کی بنیاد پر اپنے اپنے پلیٹ فارم سے اہل دھرنا سے خطاب کرتے ہیں جو الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے پاکستان اور پاکستان سے باہر وسیع حلقوں میں سنا جاتا ہے۔ عمران خان تبدیلی کی بات کرتے ہیں اور ڈاکٹر صاحب انقلاب کا نعرہ لگاتے ہیں جو بنیادی تبدیلی کے لیے ایک اصطلاح ہے۔ البتہ ایک واضح فرق تھا۔ عمران خان موجودہ جمہوری نظام میں رہتے ہوئے صاف اور شفاف انتخابات کے ذریعے برسر اقتدار آ کر تبدیلی لانا چاہتے ہیں اور ڈاکٹر صاحب اگرچہ خالصتاً کسی اسلامی نظام کی بات تو نہیں کر رہے تھے۔ البتہ اس نظام کو فرسودہ اور بے ہودہ کہتے ہوئے اسے زمین بوس کر کے خامیوں اور برائیوں سے مبرا ایک نیا نظام چاہتے ہیں جو انقلابی جدوجہد سے لایا جائے گا۔ فی الحال تو وہ خارجی سطح پر یعنی معاشرے میں یا ریاست کی سطح پر تو کوئی انقلاب نہیں لا سکے البتہ ایک داخلی انقلاب رو پذیر ہو چکا ہے اور وہ یہ کہ انہوں نے اپنی جماعت کو انتخابی جماعت بناتے ہوئے آئندہ انتخابات میں حصہ لینے کا اعلان کر دیا ہے۔ گویا دوران دھرنا کنٹینر میں ہی انقلابی سے انتخابی ہو گئے ہیں۔ لیکن ایسا پہلی مرتبہ نہیں ہوا۔ انقلاب اور انتخاب کے درمیان اُن کی آمد و رفت پہلے بھی کئی بار ہو چکی ہے۔ البتہ عمران خان اپنے پہلے دن والے موقف پر ڈٹے ہوئے ہیں کہ نواز شریف استعفا دیں، 2013ء کے انتخابات کا آڈٹ ہو اور دھاندلی ثابت ہونے پر دوبارہ انتخابات کروائے جائیں۔ لیکن ہدف کے حصول کے لیے انہوں نے اپنی حکمت عملی میں تبدیلی کی ہے۔ اب وہ پاکستان کے بڑے شہروں میں جلسے کر کے موجودہ حکومت کے خلاف عوامی حمایت حاصل کرنے کے لیے مہم چلائیں گے۔ سچی بات یہ ہے کہ انتہائی مختصر نوٹس پر انہوں نے مختلف شہروں میں انتہائی کامیاب جلسے کیے ہیں، جس سے اُن کی تحریک کو تقویت پہنچی ہے اور دھرنے کی طوالت میں جو ایک کمزوری یا محتاط الفاظ میں بوریت کی کیفیت پیدا ہوئی تھی وہ کسی حد تک دور ہوئی ہے اور پاکستان تحریک انصاف کے کے کارکن جو تھکاوٹ محسوس کر رہے تھے اُن کا حوصلہ بڑھا ہے۔

دو ماہ سے ملکی سطح پر یہ جو ہلچل مچی ہوئی ہے اس پر تنظیم اسلامی کے احباب اور کرم فرما دو انتہائی نوعیت کے نظریات وخیالات کا اظہار کر رہے ہیں۔ کچھ حضرات کا خیال ہے کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے اس سے تنظیم کو مکمل طور پر لاتعلق رہنا چاہیے۔ نہ تنظیم کے قائدین کی تقاریر میں ان سیاسی اور مذہبی شعبدہ بازوں کا ذکر ہونا چاہیے اور نہ تنظیم اسلامی کے ہفت روزہ و ماہانہ ترجمان ندائے خلافت اور میثاق میں ہی اس کے بارے میں کوئی تحریر ہونی چاہیے اور اگر تنظیم اسلامی ان حالات پر کوئی تبصرہ کر رہی ہے جس سے کسی کی تحسین یا تنقیص کا پہلو اجاگر ہوتا ہے یا فریقین کو کوئی مشورہ دیا جاتا ہے تو یہ گویا تنظیم اسلامی کا اپنے بنیادی فکر اور اسلامی انقلاب کے لیے اختیار کیے جانے والے لائحہ عمل سے دستبردار ہونے کے مترادف ہے۔ دوسری انتہائی رائے یہ ہے کہ تنظیم اسلامی کے فکر کے مطابق پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ میں چاہے کسی مرحلے میں سہی بالآخر دھرنے دینے اور نظام کو مفلوج کرنے کا ذکر ہے تو آج ڈاکٹر طاہر القادری اور کسی حد تک عمران خان بھی اگر یہ کام کر رہے ہیں تو تنظیم اسلامی آگے بڑھ کر اُن کا ساتھ کیوں نہیں دیتی، تاکہ جلد از جلد اس فرسودہ نظام سے چھٹکارا پایا جا سکے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ دونوں قسم کے متضاد اور انتہائی نظریات رکھنے والے ان حضرات نے تنظیم اسلامی کے قریب ہونے اور اس کے خیر خواہ ہونے کے باوجود بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی تقاریر وتحاریر کو سرسری پڑھا اور سنا ہے۔ سنجیدگی اور گہرائی سے اس پر توجہ نہیں دی۔ خصوصاً اُن کی معرکہ آرا کتب ''منہج انقلابِ نبوی ﷺ'' اور ''رسولِ انقلاب ﷺ کا طریقِ انقلاب'' کا مطالعہ کرنے کے لیے وقت نہیں نکال سکے۔ نہ انہوں نے تنظیم اسلامی کے بنیادی لٹریچر ہی کو غور سے پڑھنا گوارا کیا ہے اور شاید امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید کے خطباتِ جمعہ اور مختلف مواقع پر کی گئی تقاریر پر بھی غور نہیں فرمایا۔ بہرحال یہ ہمارا قومی، ملی اور دینی فریضہ ہے کہ ہم انہیں تنظیم اسلامی کے حقیقی موقف سے آگاہ کریں۔ ہم اِس بات کا اعتراف کرتے ہیں اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ ان حضرات کے سامنے اصل صورتِ حال اور تنظیم کا موقف صحیح طور پر سامنے نہ آنے میں ہماری کوتاہی اور غفلت کا بہت بڑا دخل ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ وہ حضرات جو یہ سمجھتے ہیں کہ تنظیم اسلامی کو اس ساری کشمکش اور سیاسی ہلچل سے الگ رہتے ہوئے آنکھیں بند کر کے اپنے فکر کے مطابق اپنے طریق کار پر کاربند رہنا چاہیے اور ان معاملات پر کسی قسم کا کوئی تبصرہ یا ان کا تذکرہ یا کوئی مشورہ دینا گویا اپنے لائحہ عمل کو ترک کرنے کے مترادف ہے۔ اُن کی خدمت میں عرض ہے کہ آپ کی بات کا وہ حصہ بالکل درست ہے کہ تنظیم کو پورے عزم کے ساتھ اپنے فکر کے مطابق اپنے طے شدہ راستہ پر گامزن رہنا چاہیے۔ یقیناً ایسا ہی ہونا چاہیے لیکن آنکھیں بند کر کے یا ملکی حالات سے بالکل لاتعلق ہو کر نہیں اور نہ یہ درست ہی ہے کہ کسی ہنگامے یا ہنگاموں کی وجہ سے ملکی سلامتی شدید خطرات سے دوچار بھی ہو جائے تو ہمارا رویہ یہ ہو کہ پاکستان جائے بھاڑ میں ہمیں کیا، ہمیں تو اقامت دین کی جدوجہد کرنا ہے۔ یقیناً ہمیں اقامت دین کی جدوجہد کرنا ہے، لیکن جس خطۂ زمین میں ہم پیدا ہوئے ہیں ہمارا اولین فرض تو یہی ہے کہ اقامت دین کے لیے اسے ٹارگٹ کریں۔ سوال یہ ہے کہ جس جگہ کو ہمیں اسلام کے قلعہ میں تبدیل کرنا ہے کیا اس کی بقا اور سلامتی سے ہمارا کوئی تعلق ہونا چاہیے یا نہیں اور اگر معاملات اتنے بگڑ رہے ہوں کہ جس ریاست کو ہم اسلامی فلاحی ریاست بنانے کی جدوجہد کر رہے ہیں وہ خطہ زمین ہی کسی اسلام دشمن کافر ریاست کے قبضہ میں جاتا نظر آئے تو کیا ہمیں مکمل خاموشی اختیار کیے رکھنی چاہیے۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کینسر کے مریض کو یکلخت 105 ڈگری بخار ہو جائے تو ڈاکٹر وقتی طور پر اُس کے کینسر کو فراموش کر کے اس کے ٹمپریچر کو فوری طور پر ڈاؤن کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس لیے کہ مریض بخار سے ہی مر گیا تو کس کے کینسر کا علاج کریں گے۔ پاکستان کا کینسر یقیناً غیر اسلامی نظام ہے۔ اللہ اور رسول ﷺ کا دشمن نظام یقیناً پاکستان کا کینسر ہے اور اس کا صرف اور صرف علاج ملک کو حقیقی اسلامی فلاحی ریاست بنانا ہے۔ یہ بات اپنی جگہ صد فی صد درست ہے کہ سیکولر نظام اور طرزِ حکومت میں پاکستان میں آپ اچھی سے اچھی دیانتدار اور انتہائی کوالیفائیڈ قیادت لے آئیں، شفا کبھی پاکستان کا مقدر نہیں بن سکے گی۔ لیکن اسلامی نظام کے قیام تک اِس پاکستان کو زندہ رکھنے کی بھی تو جدوجہد کرنا ہوگی۔ آپ نے ڈاکٹر اسرار احمدؒ سے سنا ہوگا کہ بنی اسرائیل کے پیغمبر سیاست میں حصہ لیتے تھے۔ سیاست کی دو قسمیں ہیں: (1) نظریاتی سیاست (2) عملی سیاست۔ پھر عملی سیاست کے دو حصہ ہیں: احتجاجی سیاست اور انتخابی سیاست۔ ہم نے انتخابی سیاست کو اپنے لیے شجر ممنوعہ قرار دیا ہوا ہے لیکن نظری اور احتجاجی سیاست میں حصہ لینا اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہیں۔ تبصرے، مشورے اور اظہار خیال یہ نظری سیاست ہے۔ احتجاجی سیاست ہمارے فکر کے مطابق آخری انقلابی مراحل میں شروع ہو گی۔ اِس وقت ہم صرف نظری سیاست کر سکتے ہیں۔ ان تبصروں اور مشوروں کے ساتھ ہم اپنے فکر کے عین مطابق یہ رول ادا کر رہے ہیں۔

جہاں تک اُن حضرات کا تعلق ہے جن کی رائے میں چونکہ تنظیم اسلامی نے بھی آخری مراحل میں نظام کو مفلوج کرنے کے لیے دھرنا یا دھرنے دینے ہیں، لہٰذا وہ ان دو حضرات کے ساتھ دھرنوں میں کیوں نہیں مل جاتے۔ ان حضرات کی خدمت میں خاص طور پر ہماری گزارش ہے کہ خدارا وہ ''منہج انقلاب نبویؐ'' یا ''رسولؐ انقلاب کا طریق انقلاب'' کا سرسری ہی مطالعہ کر لیں۔ تنظیم کے بنیادی لٹریچر کو ایک نظر ہی دیکھ لیں۔ بہرحال ان حضرات کی خدمت میں ہم مختصر ترین الفاظ میں دین کی دعوت رکھ دیتے ہیں۔ ہمارا پہلا فرض ہے کہ ہم خود پر اور اپنے زیر کفالت اہل خانہ پر اسلام کو نافذ کریں۔ اپنی ذات کو شریعت کے دائرے میں لائیں۔ اسی کی دعوت ہم دوستوں، عزیز و اقارب اور اہلِ محلّہ کو دیں۔ یہ کوئی جماعتی فریضہ نہیں، دینی فریضہ ہے۔ اِسی فریضہ کو ادا کرنے کے لیے رفقاء تنظیم نے خود کو ایک لڑی میں پرویا، اِس لیے کہ جماعت پشت پر ہو تو اس فریضہ کی ادائی میں سہولت پیدا ہو جاتی ہے۔ اب اس جماعت نے اولاً پاکستان میں دین اسلام کے نفاذ کے لیے جدوجہد کرنا ہے۔ تجربہ نے بتایا کہ یہ نہ بُلٹ سے ممکن ہے اور نہ بیلٹ سے، بلکہ اس کے لیے انقلابی لائحہ عمل اختیار کرنا ہوگا۔ اب مسلمان اگر انقلاب کے لیے نبی اکرم ﷺ کے طریق کے علاوہ کسی اور طریق پر غور کرتا ہے تو اُس سے بڑا احمق اور جاہل کون ہوگا۔ قرآن وحدیث سے ہمیں نبویؐ انقلاب کے مراحل نظر آتے ہیں، وہاں ہمیں نظریہ کی تشہیر، جماعت کا قیام، پھر ساتھیوں کی تربیت اور اہم ترین بات اِس دوران، ہر صورت اور ہر ظلم کے جواب میں ہاتھ باندھ کر رکھنا نظر آتا ہے (یہ انسانی حوالہ سے مشکل ترین مرحلہ ہے) اسے صبر محض کا نام دیا گیا ہے۔ انقلاب کے حوالہ سے اگلے مراحل میں ہمیں اُس دور میں کھلم کھلا جنگ نظر آتی ہے۔ اس لیے کہ وہاں کافر اور مسلمان کا مقابلہ تھا۔ علاوہ ازیں اُس دور میں طاقت کا توازن کچھ نہ کچھ اور کسی نہ کسی درجہ میں تھا جواب بالکل درہم برہم ہو چکا ہے۔ لہٰذا آج کے دور کی جنگ چونکہ مسلمان بمقابلہ مسلمان ہے اور طاقت میں عدم توازن ہے، لہٰذا انقلابی مسلمان حکومتی مسلمان کی گردن نہیں مارے گا بلکہ حکومت کو دھرنوں کے ذریعے مفلوج کرے گا۔ خدارا ذرا نگاہ اٹھا کر اسلام آباد کے دھرنوں کو تو دیکھیں کیا اوپر بیان کی گئی کوئی شرط کسی درجہ میں بھی پوری کی گئی ہے۔ کسی جسم پر آپ کو اسلام نافذ ہوا نظر آتا ہے الا ماشاء اللہ۔ مذہبی رہنما کی تقریر مغرب کی نماز سے پہلے شروع ہوتی ہے اور عشاء کے بعد تک جاری رہتی ہے۔ وہاں ہاتھ باندھنا دور کی بات ہے دست درازی کی تلقین ہوتی ہے اور پولیس والوں کی وہ درگت بنتی ہے کہ اللہ پناہ میں رکھے اور کنٹینر سے باقاعدہ اس کی تلقین ہوتی ہے۔ فریق مخالف پر طعن کی جاتی ہے، ان کا استہزا کیا جاتا ہے، ان پر جھوٹے سچے الزامات لگائے جاتے ہیں۔ خدارا ذرا سوچیے تو سہی، ایسے انقلاب کا تنظیم اسلامی ساتھ دے جہاں پہلے اِس نظام پر لعنت بھیجی جاتی ہے اور انقلاب کے ذریعے موجودہ نظام کو تہہ و بالا کرنے اور زمین بوس کرنے کی قسمیں کھائی جاتی ہیں پھر یکدم یہ انقلاب برپا ہو جاتا ہے کہ عوامی تحریک انتخابات میں حصہ لے گی۔ ظاہر ہے اسی نظام کے تحت جس پر لعنت بھیجی جا رہی تھی۔ ہمارے اپنے احباب اور کرم فرماؤں سے یہ درخواست ہے کہ سیاہ وسفید اور رات و روزِ روشن میں فرق کریں۔ کسی سستی سی دھات پر سنہرا رنگ کر دینے سے وہ سونا نہیں بن جاتی۔

آخر میں ہمیں اپنے احباب کے سامنے یہ درخواست کرنی تھی کہ جب ہم ان سیاسی انتخابی پہلوانوں میں سے کسی کی کسی پہلو سے تحسین کر دیں تو وہ دوسرے ایسے ہی کسی پہلوان کا تقابل کرتے ہوئے ہوتی ہے۔ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہوتا کہ ہم اُس فرد یا جماعت کے طریق کار اور لائحہ عمل کو درست سمجھ رہے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں (باقی صفحہ 15 پر)

نماز جمعہ کا نظام

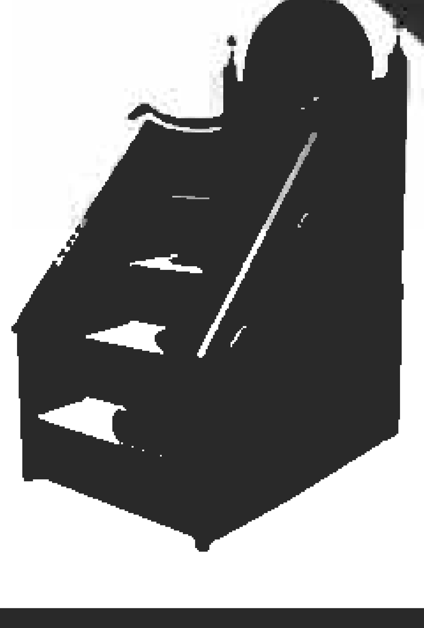

سورۃ الجمعہ کے دوسرا رکوع کا مطالعہ

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 26 ستمبر 2014ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

حضرات! سورۃ الجمعہ کا دوسرا رکوع ہمارے زیر مطالعہ ہے۔ اس میں نماز جمعہ سے متعلق احکامات اور ہدایات ہیں۔ جمعہ میں دو چیزیں ہیں یعنی خطبہ اور نماز۔ قرآن مجید میں نظام جمعہ کے بارے میں جو ہدایت دی گئی اور اس کی جو اہمیت بتائی گئی، وہ سورۃ الجمعہ کا یہی مقام ہے۔ اس رکوع کا پہلے رکوع سے کیا تعلق ہے؟ آنحضور ﷺ نے عظیم الشان انقلاب برپا کیا۔ اس انقلاب کے لئے آپؐ نے جو انقلابی جماعت حزب اللہ تیار کی اس کے لئے آلۂ انقلاب یہ قرآن مجید ہے۔ آج بھی اسلامی انقلاب قرآن ہی کے ذریعے برپا ہوگا۔ قرآن کی تعلیم کا ایک نظام نماز جمعہ کی شکل میں ہے۔ یعنی ہر ہفتے مسلمان اہتمام سے جمع ہوں اور کوئی شخص جو قرآن وسنت کی تعلیم دے سکتا ہو، وہ منبر رسولؐ پر بیٹھے اور وہی کام کرے جو آنحضور ﷺ کر رہے تھے۔ یعنی

﴿ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ﴾ (الجمعہ:2)

اس کے بعد واضح کیا گیا کہ جو اللہ کی کتاب اور اُس کی بابت اپنی ذمہ داریوں سے غافل ہو جائے اللہ کی نگاہ میں اُس کی کوئی حیثیت نہیں۔

﴿ كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا (٥) ﴾

"اس کی مثال اس گدھے کی سی ہے جس پر عالمانہ کتابوں کا بوجھ لدا ہوا ہو۔"

اللہ کی کتاب سرچشمہ ہدایت ہوتی ہے۔ جب کوئی قوم اپنے اس بنیادی لٹریچر کو چھوڑ دے تو پھر ایمان بھی مضمحل ہو جاتا ہے اور وہ دنیا پرستی میں لگ جاتی اور موت سے ڈرنے لگتی ہے۔ بنی اسرائیل کا یہی معاملہ تھا۔ یہی کچھ ہوتا ہے اگر کتاب کے ساتھ، سرچشمہ ہدایت کے ساتھ اُمت کا تعلق کمزور پڑ جائے۔ اس لئے پہلے رکوع کی آخری 3 آیات کا ترجمہ کر دیتا ہوں۔ تاکہ یہ مضمون ذہن میں تازہ ہو جائے۔

﴿ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (٦) وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًاۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ (٧) قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (٨) ﴾

"کہہ دو کہ اے یہود اگر تم کو یہ دعویٰ ہو کہ تم ہی اللہ کے دوست ہو اور دوسرے لوگ نہیں تو اگر تم سچے ہو تو (ذرا) موت کی آرزو تو کرو۔ اور یہ ان (اعمال) کے سبب جو کر چکے ہیں ہرگز اس کی آرزو نہیں کریں گے اور اللہ ظالموں سے خوب واقف ہے۔ کہہ کہ موت جس سے تم گریز کرتے ہو وہ تو تمہارے سامنے آ کر رہے گی پھر تم

مرتب: فرقان دانش

پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے (اللہ) کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ پھر جو کچھ تم کرتے رہے ہو وہ تمہیں سب بتائے گا۔"

آج یہی حالت اُمت مسلمہ کی ہے۔ جب مسلمان امت دنیا کو سب کچھ سمجھنے لگتی ہے تو موت سے گھبرانے لگتی ہے۔ اپنی اس کمزوری کا حل یہ نکالتی ہے کہ خود کو اللہ کا چہیتا گردانتی ہے اور اس تصور کے سہارے خوش فہمی کا شکار ہو کر عمل سے دُور ہو جاتی ہے۔ بہرحال پہلے رکوع میں قرآن حکیم کی اہمیت اسی لیے واضح کی گئی تاکہ جمعہ جو قرآن کی تعلیم بالغاں کا نظام ہے، اس کی اہمیت واضح ہو جائے۔

دوسرا رکوع:

دوسرے رکوع میں نظام جمعہ کا تذکرہ ہو رہا ہے۔ نظام جمعہ کی اہمیت کے حوالے سے یہ حدیث بہت اہم ہے۔ سنن ابی داؤد کی روایت میں ہے کہ "جمعہ کی نماز میں نبی اکرم ﷺ دو خطبے دیا کرتے تھے۔" جمعہ کو اصل میں خطبہ نے اہم بنایا ہے۔ ورنہ ظہر کی نماز تو آپ روز پڑھتے ہیں۔ جمعہ کی فضیلت اس خطبہ کی وجہ سے ہے۔ یہاں تک کہ ظہر کے 4 فرض گھٹا کر جمعہ کی نماز کے دو فرض کر دیئے گئے۔ حدیث میں ہے کہ "اللہ کے رسول اللہ ﷺ دونوں خطبوں کے درمیان تھوڑی دیر کے لئے بیٹھتے تھے۔" یہ وہی سنت ہے کہ خطیب دو خطبوں کے درمیان بیٹھتا ہے۔ خطبے میں آپؐ کرتے کیا تھے؟ ((يَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ وَيُذَكِّرُ النَّاسَ)) "آپؐ قرآن کی آیات تلاوت فرماتے اور لوگوں کو (قرآن کے ذریعے) وعظ ونصیحت فرماتے تھے۔" قرآن دراصل آلۂ انقلاب ہے۔ اس کے ذریعے اندر کی دنیا کو بدلا جا رہا تھا۔ یہ ہے اصل میں تعلیم بالغاں کا نظام۔ اس نظام جمعہ کے لیے کیا ہدایات دی گئیں، آیئے دوسرے رکوع کا آغاز کرتے ہیں۔ فرمایا:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ﴾

"مومنو! جب جمعے کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے، تو اللہ کی یاد (یعنی نماز) کے لئے جلدی کرو۔"

چونکہ خطبۂ جمعہ میں قرآن بیان ہو رہا ہے اس لئے ہدایت دی جا رہی ہے کہ اس قرآن یعنی الذکر کی طرف لپکو۔ یہ خطبہ کلمات قرآنی ہیں اور قرآن الذکر ہے، لہٰذا اس کی طرف لپکو۔ آگے فرمایا:

﴿ وَذَرُوا الْبَيْعَ ط ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (٩) ﴾

’’اور (خرید و) فروخت ترک کر دو۔ اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔‘‘

اس آیت میں فرضیت جمعہ اور اس کی اہمیت کا بیان ہے کہ جب بھی جمعہ کے لئے پکارا جائے تو ہر قسم کا کاروبار چھوڑ دو۔ اس کا اطلاق پہلی اذان سے ہوگا۔ اذانِ اولیٰ کے بعد اب جمعہ کی تیاری کی جائے اور باقی سارے کام چھوڑ دیئے جائیں۔ یہاں بیع (خرید و فرحت) کا ذکر ہے۔ دراصل جمعہ کے حوالے سے ایک بات یہ بھی ہے کہ چھوٹے گاؤں میں جمعہ نہیں ہوگا۔ بلکہ بڑے قصبے میں جہاں منڈیاں اور خرید و فروخت کے مراکز ہوں، وہاں جمعہ کی نماز کے اہتمام کا حکم ہے۔ اس لئے کہا گیا کہ خرید و فروخت چھوڑ دو۔ مراد یہ ہے کہ زندگی کے سارے کام چھوڑ دو۔ بس اب تم کو جمعہ کی تیاری کرنی ہے۔ اس میں اتفاق ہے اور بہت سی احادیث سے اس مضمون کی تائید ہوتی ہے کہ صرف یہی نہیں ہے کہ بس دوکان بند کر دی اور کوئی دوسری گیم شروع کر دی جائے بلکہ دنیا کا جو کام بھی ہو رہا ہے وہ حرام ہے، سوائے اس کام کے جو جمعہ کی تیاری کے لئے ہے۔ اس وقت میں سونے کی بھی ممانعت ہے۔ اذان ہوگئی ہے تو بس ایک ہی کام ہے کہ نماز کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ اگر تم یہ سمجھ رہے ہو کہ گاہک چلے جائیں گے اور یہ نفع نہیں ملے گا، تو یہ تمہاری خام خیالی ہے۔ اب تمہاری تمام خیر اور بھلائی جمعہ کی تیاری میں ہے۔ صرف شے کے ظاہر کو ہی نہ دیکھو بلکہ اس کی روح کو بھی دیکھنے کی صلاحیت تمہارے اندر موجود ہونی چاہیے۔ ؎ جو شے کی حقیقت کو نہ سمجھے وہ نظر کیا۔

آگے فرمایا:

﴿ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (١٠) ﴾

’’پھر جب نماز ہو چکے تو اپنی اپنی راہ لو۔ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت بہت یاد کرتے رہو، تاکہ نجات پاؤ۔‘‘

جمعہ کے بعد تم اپنے دنیاوی کام کاج کر سکتے ہو۔ تلاش معاش بھی اپنی جگہ نیکی ہے اگر جائز ذرائع سے ہو، اگر ایک بندۂ مومن کا قبلہ درست ہے اور اس کا وقت اپنی بنیادی ضروریات کے لئے صرف ہو رہا ہے تو وہ بھی عبادت کے درجے میں ہے۔ چنانچہ جمعہ سے فارغ ہو کر اب تم اپنی دنیاوی مصروفیات کے لئے جا سکتے ہو۔ اس کی وضاحت اس لئے بھی آئی ہے کہ سابقہ اُمت میں یوم سبت کا جو حکم تھا اس کے مطابق ہفتے کا پورا دن اللہ کی عبادت کے لئے خاص تھا۔ ہمارے لئے صرف نماز جمعہ کے وقت کے لئے یہ حکم ہے کہ اس عرصہ میں دنیاوی لین دین، کاروبار ختم کر دیا جائے۔ یہ اس اُمت کے ساتھ خصوصی نرمی شفقت اور رعایت ہے کہ یہ پابندی نماز جمعہ کے اختتام تک ہے اور اس کے بعد تلاش معاش اور دنیاوی کاموں کی اجازت ہے۔

جمعہ کے بعد ذکر کثیر کی تاکید اس لئے ہے کہ جمعہ سے جو بیٹری چارج ہوگی اسے برقرار رکھنے کے لئے چلتے پھرتے اللہ کا ذکر کرتے رہو۔ ایک بندۂ مومن کی زبان ہر وقت اللہ کے ذکر سے تر رہنی چاہیے۔ کچھ تو خاص اوقات مقرر کر دیئے گئے، جن میں اُسے اللہ کے حضور ﷺ حاضری دینی ہے۔ نماز ایک جامع ذکر ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ نماز سے فارغ ہوئے تو اب اللہ کو بھلا دو یا اب ذکر کی ضرورت ختم ہوگئی۔ بلکہ چلتے پھرتے اللہ کو یاد رکھنا چاہیے۔ آپ جتنا اللہ کا ذکر کریں گے اتنا ہی شیطان آپ سے دور رہے گا، اُسی قدر دنیا کی محبت کم ہوگی اور آخرت کا استحضار رہے گا۔ ہماری سب سے بڑی کمزوری یہی ہے کہ ہم اپنی ضروریات اور دنیاوی

پریس ریلیز 10 اکتوبر 2014

پاکستانی سرحدوں پر بلا اشتعال حملوں سے نریندر مودی کا اصل روپ سامنے آ گیا ہے

ڈرون حملے اور بھارت کا سرحد پر جنگ چھیڑنا پاکستان کے خلاف ایک طے شدہ ایجنڈے کا حصہ ہے

حکمران اسلامی نظام نافذ کریں، کوئی بیرونی دشمن ہماری طرف میلی آنکھ سے نہیں دیکھ سکے گا

حافظ عاکف سعید

پاکستانی سرحدوں پر بلا اشتعال حملوں سے نریندر مودی کا اصل روپ سامنے آ گیا ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطبۂ جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ بھارت کے وزیر دفاع نے جس لہجہ میں یہ کہا ہے کہ اب بھارت سفید جھنڈا کھڑا نہیں کرے گا اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بھارت سرحدی جنگ کو پھیلانا چاہتا ہے۔ بھارتی وزیر دفاع کا یہ کہنا کہ پاکستان کو لائن آف کنٹرول کی خلاف ورزی کی قیمت چکانا پڑے گی درحقیقت الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کے مترادف ہے۔ انہوں نے نواز شریف کی طرف سے کوئی جوابی بیان نہ دینا اور وزیر دفاع خواجہ آصف کا کمزور اور دفاعی نوعیت کا بیان اِس حوالہ سے حکومتی تذبذب کو ظاہر کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ نہ ہم بھارت سے جنگ چاہتے ہیں اور نہ ہم اِس وقت اس پوزیشن میں ہیں کہ جنگ کا خطرہ مول لیں، لیکن اِس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہونا چاہیے کہ بھارت ہر روز ہمارے معصوم شہریوں کو شہید کرتا رہے اور ہم چپ سادھے رکھیں۔ انہوں نے امریکی ڈرون حملوں پر بھی اپنی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہ مودی کے دورۂ امریکہ کے بعد ڈرون حملے دوبارہ شروع ہوگئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ڈرون حملے اور بھارت کا سرحد پر جنگ چھیڑنا پاکستان کے خلاف ایک طے شدہ ایجنڈے کا حصہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے ضعف اور کمزوری کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہم نے پاکستان میں اسلامی نظام نافذ نہیں کیا۔ نفاذِ اسلام سے روگردانی کے نتیجے میں ملک میں صوبائی، لسانی اور علاقائی تعصبات نے سر اٹھا لیا اور ہم باہم دست و گریبان ہوگئے۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہم اپنے ملک کو اسلام کے جھنڈے تلے جمع کر لیں تو قوم متحد ہو جائے گی اور کوئی بیرونی دشمن ہماری طرف میلی آنکھ سے نہیں دیکھ سکے گا۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

مشاغل کے وقت اللہ کو بھول جاتے ہیں۔ یہی چیز انسان کو اس دارالامتحان میں ناکام بناتی ہے۔ اگر ہمارے لئے دنیا کا کام دھندا ہی سب کچھ ہے اگر ہم مقصد حیات کو اور آخرت کو بھولے ہوئے ہیں تو یہ خسارے والی بات ہے۔ ذکر کا فائدہ یہ ہے کہ ایمانیات کی تازگی رہتی ہے، اللہ کے ساتھ ایک تعلق جڑا رہتا ہے۔ یہ ذکر کی تاکید اس لئے ہے کہ تم فلاح پاؤ۔ دیکھئے، اصل کامیابی آخرت کی ہے، اس کے لئے فلاح کا لفظ آتا ہے۔ اس فلاح کے کچھ تقاضے ہیں۔ ہمارا فلاح کا تصور دنیا کا ہے، جس کے زیر اثر آج مسلمانوں کی سوچ بھی ایسی بن گئی ہے کہ اپنے ملازمین کو نماز کے لئے وقت دینے سے بھی گھبراتے ہیں کہ اِس سے ہمارے کاروبار کا نقصان ہوگا۔ آج مسلمان بھی معاملات کو اِس انداز سے دیکھ رہے ہیں کہ جو ملازم پانچ وقت نماز پڑھتا ہے وہ اتنا وقت ضائع کرتا ہے، اگر یہ وقت بھی قومی ترقی میں لگایا جائے تو اس سے بہتری آئے گی (معاذ اللہ)۔ جبکہ یہاں فرمایا کہ فلاح کا راستہ یہ ہے کہ ہر وقت اللہ کو یاد رکھو، اور حقیقتاً اصل فلاح آخرت کی ہے۔ دنیا کی فلاح کی کوئی حیثیت نہیں۔ یہ دنیا تو دارالامتحان ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ فتح سے آزماتا ہے تو شکست سے بھی آزماتا ہے۔ دونوں صورتیں آزمائش کی ہیں۔ اس بات کو پہچاننے کی ضرورت ہے۔ آگے فرمایا:

﴿وَاِذَا رَاَوۡا تِجَارَۃً اَوۡ لَہۡوَا ۨانۡفَضُّوۡۤا اِلَیۡہَا وَ تَرَکُوۡکَ قَآئِمًا ؕ﴾

''اور جب یہ لوگ سودا بکتا یا تماشا ہوتا دیکھتے ہیں تو ادھر بھاگ جاتے ہیں اور تمہیں (کھڑے کا) کھڑا چھوڑ جاتے ہیں۔''

یہ واقعہ مدینے میں پیش آیا تھا، جس پر اللہ تعالیٰ نے گرفت فرمائی ہے۔ اس وقت تک جمعہ کی فرضیت کا حکم نہیں آیا تھا جبکہ جمعہ کا نظام حضور ﷺ نے قائم کر دیا تھا۔ شروع میں جمعہ کی ترتیب یہ ہوتی تھی کہ پہلے نماز ادا کی جاتی اور پھر خطبہ دیا جاتا تھا، جیسے کہ عیدین میں ترتیب ہوتی ہے۔ اسی دوران ایک موقع پر نماز ہو چکی تھی اور آپ ﷺ خطبہ دے رہے تھے۔ قحط کا عالم تھا، اجناس کی کمی تھی، کوئی قافلہ مدینہ میں داخل ہوا۔ قافلہ جب آتا ہے تو اُونٹوں کے گلے کی گھنٹیاں بجتی ہیں۔ بہت سے صحابہؓ اس کی طرف متوجہ ہو گئے، جبکہ آنحضور ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اس پر گرفت کی گئی اور آئندہ کے لئے توجہ دلائی گئی ہے۔ تنبیہ یہ کی گئی کہ جسے تم فائدہ سمجھ رہے ہو وہ اصل فائدہ نہیں ہے۔ چنانچہ فرمایا: ﴿قُلۡ مَا عِنۡدَ اللّٰہِ خَیۡرٌ مِّنَ اللَّہۡوِ وَ مِنَ التِّجَارَۃِ ؕ﴾ ''کہہ دو کہ جو چیز اللہ کے پاس ہے وہ تماشے اور سودے سے کہیں بہتر ہے۔'' جو کچھ تمہیں یہاں مل رہا ہے، اس کا آخرت کے فائدے سے کوئی موازنہ نہیں۔

﴿وَ اللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ (۱۱)﴾

''اور اللہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔''

سب سے اعلیٰ رزق دینے والا تو وہی ہے۔ ہم زبان سے تو یہی دعویٰ کرتے ہیں کہ رازق اللہ ہے لیکن اپنے عمل سے ثابت کرتے ہیں کہ نہیں ہمیں اس پر یقین نہیں ہے۔ بلکہ ہمارا یقین یہ ہے کہ (معاذ اللہ) رزق ہمیں کہیں اور سے ملے گا۔ اس کے لئے کچھ اور کرنا پڑے گا۔ اس آیت پر یہ سورت ختم ہوتی ہے۔

بہت سی احادیث میں بھی جمعہ کی اہمیت وفضیلت کا بیان ہوا ہے۔ جمعہ کی فرضیت کے حوالے سے صحیح مسلم کی روایت ہے، حضرت ابن عمرؓ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

''لوگ جمعہ ترک کرنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر کر دے گا اور پھر وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔''

ابوالجعس سمریؓ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا:

''جس شخص نے تین جمعہ مسلسل ترک کر دیئے محض سستی کی وجہ سے، اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر کر دے گا۔''

مہر کا مطلب یہ ہے کہ توفیق سلب ہو جائے گی، اب توبہ کا امکان ختم ہو گیا۔ یہ بہت شدید وعید ہے۔ گویا ہدایت کا امکان ہی ختم ہو گیا۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''میں ارادہ کرتا ہوں کہ کسی شخص کو نماز پڑھانے کا حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں جا کر ان لوگوں کے گھروں کو جلا ڈالوں جو جمعہ کے لئے نہیں آرہے۔''

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جس نے بغیر ضرورت (عذر) کے جمعہ ترک کر دیا وہ منافق لکھا جائے گا، ایک ایسی کتاب میں جس میں کوئی تغیر اور تبدل نہیں ہو سکتا۔''

حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ ''جمعہ کے دن غسل کرنا، مسواک کرنا، خوشبو لگانا، مسلمان کے لئے لازم ہے۔'' یہ اتنا اہتمام اس لئے ہو رہا ہے کہ جس مقصد کے لئے یہ نظام بنایا گیا ہے لوگ اس سے بھرپور فائدہ اٹھا سکیں۔ یہ قرآن کی تعلیم کا ایک بنیادی فورم ہے۔ ایسا نہیں کہ جسم پر بدبودار کپڑے ہوں، بلکہ نہا دھو کر خوشبو لگا کر آئیں تاکہ پوری طرح تروتازہ ہو کر خطبہ سن سکیں اور قرآن کی تعلیمات سے فائدہ اٹھا سکیں۔ اسی لئے اس بات کی بڑی اہمیت ہے کہ خاموشی سے سنا جائے۔ اس بارے میں ایک اور حدیث کا مفہوم آپ کے سامنے بیان کر رہا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا ''جس نے جمعہ کے دن امام کے خطبہ کے وقت کلام کیا تو اس کی مثال گدھے کی سی ہے جس پر کتابوں کا بوجھ لادا گیا ہو۔ اور جو شخص کسی دوسرے ساتھی کو یہ کہے کہ تم چپ رہو تو اس کا جمعہ بھی نہیں ہوگا''، یعنی وہ بھی جمعہ کے خاص اجر و ثواب سے محروم رہے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں جمعہ کی فرضیت واہمیت کو سمجھنے اور اس کے تقاضے پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

☆☆☆

بقیہ: کار تریاقی

بانہوں میں بانہیں ڈالے مسلمانوں کا شکار کھیلتے بھی نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے! عیدالاضحیٰ پر منظر تو دیکھئے۔ سوا لاکھ فلسطینی کھلے آسمان تلے عید منا رہے تھے۔ آٹھ لاکھ فلسطینی ٹوٹے پھوٹے بمباری شدہ گھروں، بازاروں، مسمار صنعتی مراکز میں بے یار و مددگار بیٹھے ہیں۔ شام سے در بدر ایک کروڑ مسلمان پھٹی پھٹی نظروں سے اس امت کو عید مناتے دیکھ رہے تھے۔ ایسا ہی منظر (طرفہ تماشا ہے!) خود پاکستان میں ہے۔ جبری بے گھر ساڑھے 10 لاکھ افراد شدت کی گرمی کے رمضان سے گزر کر عیدالفطر سے اس وعدے کے پورے ہونے کی امید پر خیموں میں بیٹھے ہیں کہ شمالی وزیرستان لوٹ جائیں گے۔ رمضان میں آپریشن مکمل ہو جانا تھا۔ مگر ڈرون اور بمباریاں جاری ہیں۔ یہ سب کیا ہے؟ پورے عالم پر چھائی نمرودی داستان کا ہی ایک حصہ! اپنی فکر کیجیے۔۔۔ آپ کہاں کھڑے ہیں؟

بتاؤ تم کس کا ساتھ دو گے
اِدھر ہے شیطان اُدھر خدا ہے!

اللہ کرے عیدالاضحیٰ سے حاصل کردہ تربیت ملک وملت، امت کے لیے خیر اور ایمان کا سامان لے کر آئے۔ اگر ہم نے خواہشات نفس، اموال، اولاد (اپنے اسماعیلؑ!) و محبوبات کو اللہ کی خاطر قربان کرنے کا حوصلہ وجذبہ پیدا کر لیا تو یہی قربانی کی روح ہے۔ ورنہ نری قصابی۔۔۔ دم پخت ران، سری پائے نہاری۔۔۔ بریانی قورمہ۔۔۔ حاصلِ عید۔۔۔ خدانخواستہ!

براہیمی نظر پیدا مگر مشکل سے ہوتی ہے

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

کچھ آوازیں ہیں جو پچھلے دنوں گلوبل ویلج کی فضاؤں میں گونجتی رہی ہیں۔تکبیرِ تشریق اور لبیک۔ بندہ و صاحب ومحتاج وغنی کی تفریق سے ماوراء کفن پوش قافلے رواں رہے۔ دنیا نے دیکھا کہ پروانہ وار عقل وخرد سے بیگانہ لبیک اللھم لبیک کی صدائیں بلند کرتے قافلے فاصلے ناپ رہے ہیں۔مزدلفہ سے کنکریاں چنتے سوال اٹھاتے ہیں نہ شیطانوں کو پتھر مارتے وجہ پوچھتے ہیں! نہ میدان عرفات میں بندھی ہچکیوں کے ساتھ مغفرت طلب کرتے کوئی مائی کالال روشن خیال ان سے یہ پوچھنے کی جرأت کر سکتا ہے کہ کن گناہوں پر بلک رہے ہو؟ (اپنے ہاں تو گناہ فخر اور لذت سے بیان کرکر کے دانشور کالم (مزید) سیاہ کرتے ہیں!)۔

جس طرح گندا خون جسم کے ہر کونے کھدرے، ہر پور سے نکل کر دل کی طرف لپکتا ہے، اجلا ستھرا ہو کر نئی زندگی اور توانائی کا پیغام لے کر واپس لوٹتا ہے۔اسی طرح دنیا کے ہر گوشے، آبادی، ملک سے نکل کر اہل ایمان اپنے روحانی مرکز کی طرف لبیک اللھم لبیک پکارتے لپکتے ہیں۔ نئی زندگی، تازہ روح ایمانی سے لبریز ہو کر اپنی مردہ بستیوں کے لیے پیغام حیات لے کر آتے ہیں۔شرط یہ ضرور ہے کہ نہ اقبالؒ کا یہ شکوہ ان پر صادق آتا ہو کہ ؎

نماز و روزہ و قربانی و حج
یہ سب باقی ہیں تو باقی نہیں ہے

اور نہ المیہ ہی یہ بنے کہ......خرعیسیٰؑ اگر بمکہ رود، چو باز آید ہنوز خر باشد! وگرنہ توحید سے لبریز، عقل کو محوِ تماشائے لب بام چھوڑ دینے والی یہ کہانی مسحور کن ہے۔

پوری امت سے نمائندے چن چن کر بلائے جاتے ہیں۔آؤ اور ابراہیم حنیف، کی داستان حیات کے ایک ایک کردار میں ڈھل ڈھل کر اللہ اعلیٰ و اکبر، اقویٰ و اقدر کی پہچان پالو۔ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کے تعمیر کردہ گھر کے پروانے بن کر طواف کر کے دکھاؤ (لوٹ کر اللہ، اس کے احکام کو اسی طرح زندگی کا مرکز ومحور بنا کر دکھاؤ گے بلا چوں وچرا)۔طواف کرلیا؟ اب مقام ابراہیمؑ پر کھڑے ہو کر نفل ادا کرو۔ وہ ابراہیمؑ جس نے وفا کا حق ادا کر دیا۔ (ابراہیم الذی وفّٰی) سلٰمٌ علیٰ ابراہیم۔ مالک کائنات اپنے بندے پر سلامتیاں نچھاور کرتا ہے! اب آگے بڑھو۔ اسماعیلؑ بن جاؤ...... زمزم پیؤ...... یہ بھی عبادت ہے۔ (اب تک تو نیسلے پی پی کر امریکہ کی جیبیں بھرتے رہے!)

آگے بڑھو۔عبادتِ عظمیٰ کا اگلا رکن مامتا کو سلامی پیش کرنا ہے۔عورت کی تکریم اس کا تقدس و وقار، اس کی عظمت کی معراج اس کا ماں بننا ہے۔اسماعیلؑ کی ماں ہاجرہؑ۔ حسنؓ و حسینؓ کی ماں فاطمۃ الزہرہؓ......! آج کی دنیا کے پاس عورت کے لیے کیا رکھا ہے؟ مسلمان ہو تو سلمان رشدی کی کم نصیب ماں بننا......؟ کذاب راجا اصغر کی ماں ہونا......توہینِ رسالت (کے جرم) پر برطانیہ بے قرار ہے (ایک مرتبہ پھر) اسے وی آئی پی بنا کر پاکستان سے بچالے جانے کے لیے۔ یا عورت کی معراج امارات کی وہ خاتون پائلٹ جو امریکی خونخوار جنگوں میں جھوٹی شہرت کی خاطر، چند ٹکوں کے عوض شام کی مسلمان آبادیوں پر بمباری کو سرمایۂ افتخار جانے؟ مغرب عورت کے لیے کیا مقام رکھتا ہے؟ حیا، عصمت، عفت تارتار کیے معاشروں کے چوراہوں پر سجائے بیٹھا ہے۔ آزادی، مساوات کا جھانسہ دے کر مامتا کے عظیم جذبے، عمیق احساس کو کچل کر رکھ دینے والا......؟ بچوں سے مائیں چھین کر ان سے دفاتر، کیٹ واک ریمپ، رقص وموسیقی کے تھیٹر سجانے والا......! اپنے قدموں کے نیچے مسعیٰ کو پا کر سیدہ ہاجرہؑ کے نقش قدم پر دوڑنے والے عقیدت سے سر جھکائے کسی پاکیزہ دل حاجی سے پوچھو، عورت بارے صفا مروہ نے اسے کیا پڑھایا! چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک!

ہر قدم حج کی کہانی عشق کی کہانی ہے ؏ عقل و دل و نگاہ کا مرشد اولیں ہے عشق۔ گلوب پر ابراہیم علیہ السلام کی داستان بہ رنگ دگر چھائی ہوئی ہے۔کوئی تھیوری پڑھ رہا، سبق یاد کر رہا ہے حج کرتے ہوئے۔کوئی عملاً تجربہ گاہ میں اترا ہوا ہے۔یعنی ؎

آگ ہے اولادِ ابراہیمؑ ہے نمرود ہے
کیا کسی کو پھر کسی کا امتحان مطلوب ہے؟

کل وہ آگ وقت کے نمرود نے لکڑیوں سے بھڑکائی تھی۔ اب وہ آگ سائنس ٹیکنالوجی کی سان چڑھ کر کئی گنا تباہ کن ہو چکی۔ ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے ہیل فائر میزائلوں، کیمیائی بموں کا لقمہ بنائے جا رہے ہیں۔آج کا نمرود ابراہیمؑ کے نام لیواؤں کو بھی اتحادی بنا کر ساتھ لیے ہر صاحب ایمان کے درپے ہے! سبق تازہ کرلیجیے۔نمرود اللہ کے وجود کا منکر نہ تھا، نہ اسے تخلیق کائنات کا دعویٰ تھا۔ اس کا دعویٰ یہ تھا کہ عراق کا حاکم مطلق میں ہوں۔ میری زبان قانون ہے۔ تمدنی سیاسی معاملات کی خدائی (حاکمیت) میری ہے۔طرز زندگی (معاشرت، سیاست، معیشت...... ہر دائرہ حیات) طے کرنا میرا کام ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کی رٹ کو چیلنج کیا تھا۔اس کی خدائی فرمانروائی کا انکار کیا تھا۔ یہ حق اللہ کے سوا کسی کا نہیں کہ وہ اپنی مخلوق (انسان) کے لیے نظام زندگی طے کرے۔ اسی کا نام شریعت ہے۔ خواہ وہ براہیمیؑ ہو، موسویؑ، عیسویؑ یا محمد ﷺ کی لائی ہوئی ہو۔ زمان ومکان کے فاصلے مٹ جاتے ہیں یہ کہانی پڑھتے پڑھتے!

غلامی ذہن کو کتنا مسخ کر دیتی ہے۔آج ہمارا حال دیکھیے۔ دو ہزار سال پرانی سینٹ ویلنٹائن کی رطب و یابس کہانی کے لال پھول مسلمانوں کو یکا یک ترقی یافتہ، روشن خیال، جدید بنا دیتے ہیں۔ معشوقہ اپنا عاشق تلاش کرتی پھرے تو ماڈرن ہے! 1400 سال پہلے سے آج تک محفوظ تواتر اور تسلسل سے پاکیزہ ترین ہاتھوں، سینوں اور اعمال میں محفوظ چلی آتی پاکیزہ قرآنی حیا پردے کی اُجلی بے داغ روایت قدامت پرستی قرار پائے؟ سینٹ پال، سینٹ پیٹرز، سینٹ جوزف کے عیسائی مشنری مدارس جدید تعلیم کے نام پر معتبر قرار پائیں۔ مدرسہ عبداللہ ابن عباسؓ، مدرسہ عبداللہ بن مسعودؓ، جامعہ حفصہؓ کی تحقیر ہو......؟ یہ سب نمرودی احکام کے تحت نہیں؟ آج کے نمرود اور اس کے متبعین مسلم ممالک میں امریکی رٹ قائم کرنے کے لیے ہر حربہ استعمال کر رہے ہیں۔ گاجر بھی اور ڈنڈا بھی۔ ڈالر بھی اور میزائل بھی! اس کے بیچوں بیچ دعویٰ اسلام بھی ہمراہ چلتا ہے۔ کفر کی (باقی صفحہ 7 پر)

داعش اور اُس کا اعلان خلافت

خلافت فورم میں فکر انگیز مذاکرہ

مہمانانِ گرامی: پروفیسر غالب عطاء
مرزا ایوب بیگ مرزا (ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

میزبان: وسیم احمد
مرتب: محبوب الحق عاجز

سوال: عسکری تنظیم داعش نے اسلامی حکومت کے قیام کا اعلان کیا ہے۔ داعش کیا ہے اور اس کے پیش نظر کیا مقاصد ہیں؟

غالب عطاء: داعش "الدولہ الاسلامیہ فی العراق و الشام" کا مخفف ہے۔ اِس تنظیم کی بنیاد اصلاً 7-2006ء میں پڑی، جب عراق میں ابوعمر البغدادی نے ایک امارت بنائی اور عراق کو دولت اسلامی بنانے کی کوشش کی۔ یہ وہ دور تھا جب امریکہ اور نیٹو یہاں موجود تھے، اور داعش والے پوری قوت کے ساتھ ان کے ساتھ لڑ رہے تھے۔ تب امریکہ اور برطانیہ کے جنرلوں نے کہا تھا کہ عراق جنگ کے دوران ہماری تقریباً ایک تہائی ہلاکتیں انہی لوگوں کے خلاف لڑتے ہوئے ہوئیں۔ اس پس منظر میں داعش کی امریکہ و برطانیہ کے ساتھ دشمنی بالکل قابل فہم ہے۔ آج کل ان کے امیر ابوبکر البغدادی ہیں۔ 2010ء جب امیر ابوعمر بغدادی میں شہید کر دیئے گئے ابوبکر البغدادی ابوغریب جیل میں تھے۔ انہیں 2010ء کے آخیر میں رہا کیا گیا۔ رہائی کے بعد انہوں نے امریکہ اور برطانیہ کے خلاف لڑنے والے جہادی گروپوں کو متحد کیا، اور نوری المالکی کی حکومت کے خلاف ایک نئے سرے سے جدوجہد کی۔ داعش کے پاکستان میں پشتو زبان میں تقسیم شدہ لٹریچر اور اُس کی بابت انٹرنیٹ پر دستیاب معلومات سے اُن کی سوچ کا پتہ چلتا ہے۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ اب ان کے پاس اتنی قوت آ گئی ہے کہ جس علاقے میں وہ موجود ہیں، وہاں خلافت کا اعلان کریں اور پھر وہ تمام دنیا سے اہل اسلام کو وہاں بلائیں۔ ہمارے فقہاء کی کتابوں میں بھی یہی بات لکھی ہے کہ خلافت کا ادارہ اسی طور سے قائم ہوگا کہ کسی ایک جگہ پر خلافت قائم ہوگی۔ پھر سارے اہل اسلام کو وہاں پر بلایا جائے گا، تاکہ نظام خلافت کے تحت اپنی زندگیاں گزاریں۔ تو یہ اس تحریک کا پس منظر ہے۔

ایوب بیگ مرزا: داعش نے کافی نام بدلے ہیں۔ شروع میں ان کا نام ISIL بھی تھا، یعنی اسلامک سٹیٹ عراق و لیونٹ۔ لیونٹ فرانسیسی زبان کا لفظ ہے اور اس کا مطلب بھی شام ہی ہے۔ اس کے بعد انہوں نے نام میں مزید ترمیم کی اور تنظیم کا نام صرف IS یعنی اسلامک سٹیٹس رکھا۔ دراصل اس سے وہ یہ تاثر دینا چاہتے تھے کہ ان کی نگاہ پورے گلوب پر ہے، کسی ایک ملک پر نہیں ہے۔ انہوں نے عراق اور شام کی جنگوں میں حصہ لیا ہے اور ان کا ٹارگٹ خاص طور پر اہل تشیع رہے ہیں۔ اس کی وجہ بظاہر یہ نظر آتی ہے کہ امریکہ نے صدام حسین کی حکومت ختم کر کے نوری المالکی کی شیعہ حکومت قائم کی، جس نے اہل سنت کے منافی کام کیے اور اس کا سخت ردعمل ہوا۔ میں سمجھتا ہوں کہ داعش کو عوامی سطح پر سپورٹ نوری المالکی کے رویے کی وجہ سے بھی ملی ہے۔ چنانچہ یہ آگے بڑھتے رہے اور حیران کن انداز سے بہت سے علاقے فتح کر لئے۔

سوال: کہا جاتا ہے کہ امریکہ نے ایک حیلے سے قیام خلافت کے خواہشمند مجاہدین کو ہلاک کرنے کے لیے ایک جگہ جمع کیا ہے۔ کیا اس سازش میں ابوبکر البغدادی شریک ہے یا یہ محض الزام ہے؟

ایوب بیگ مرزا: یہ بڑا اہم سوال ہے۔ ہمیں اس بات کو تسلیم کرنا چاہیے کہ امریکہ اپنے دنیوی معاملات بڑی منصوبہ بندی کے ساتھ آگے بڑھاتا ہے۔ اس کے ہاں باقاعدہ تھنک ٹینکس بنے ہوئے ہیں، جو ان معاملات پر مہینوں بلکہ سالوں محنت کرتے ہیں اور حکومت کو ایسا منظم لائحہ عمل بنا کر دیتے ہیں کہ وہ امریکی مفادات کو دنیا پر غالب کر سکے۔ یہ بات واضح ہے کہ اس وقت امریکہ نے عالم اسلام کو ٹارگٹ بنایا ہوا ہے۔ اُسے اسلامی نظام سے شدید خطرہ ہے۔ اس لیے کہ صیہونی سرمایہ پرستوں کے سرمایہ دارانہ نظام کے ردعمل میں ابھرنے والا سوشلزم 1990ء کے لگ بھگ دم توڑ گیا جب سوویت یونین کو شکست و ریخت کا سامنا کرنا پڑا۔ اب امریکہ یہ محسوس کرتا ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام کو باقاعدہ نظام کی حیثیت سے خطرہ صرف اسلامی نظام سے ہے۔ وہ اس بات کو جانتے ہیں کہ اگرچہ امت مسلمہ کی حالت بہت کمزور ہے، لیکن ان کے پاس ایک نظام ہے۔ یہ نظام اگر کسی ایک بھی مسلمان ملک میں غالب آ گیا تو یہ ان کے لیے ایک بہت بڑا خطرہ ثابت ہوگا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ادارۂ خلافت جب تک مسلمانوں میں موجود رہا، اس وقت مسلمان بہت مضبوط پوزیشن میں رہے۔ یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ دنیا کی معلوم تاریخ میں سب سے زیادہ وقت تک عالمی قوت مسلمان ہی رہے ہیں۔ یعنی مسلمان تقریباً سات آٹھ سال عالمی قوت رہے۔ ان کا عالمی قوت ہونا اسلام کی بنا پر تھا جو انسانیت کی ہر شعبہ میں رہنمائی کرتا ہے۔ امریکہ یہ سمجھتا ہے کہ اگر یہ نظام خلافت دوبارہ قائم ہو جائے تو اس کے نتیجے میں سرمایہ دارانہ نظام کو دھچکا لگے گا اور اسے شکست ہوگی۔ لہٰذا اپنے نظام کو بچانے کے لیے وہ وقت سے پہلے ہی قدم اٹھا رہا ہے۔ حالانکہ ابھی نظام خلافت کے کہیں کوئی آثار نظر نہیں آتے۔ نظام خلافت کا پروپیگنڈا کر کے دراصل اس کا راستہ روکا جا رہا ہے۔ بظاہر ایسا لگتا ہے کہ امریکی دنیا بھر کے مجاہدین کو ایک علاقے میں اکٹھا کر کے مارنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے لوگوں کو مارنا بہت مشکل ہوگا۔ جہاں تک ابوبکر البغدادی کا تعلق ہے کہ تو یہ کہنا قبل از وقت ہے کہ وہ جو کارروائیاں کر رہے ہیں حماقت کی بنا پر کر رہے ہیں یا وہ امریکی سازش کا حصہ ہیں۔

سوال: خلافت کے نام پر شام، عراق اور اب اردن کی طرف بڑھتے ہوئے داعش کے قدم کیا مشرق وسطیٰ کے نقشے میں تبدیلی کا باعث بن سکتے ہیں؟

غالب عطاء: یہ کہنا شاید قبل از وقت ہو۔ لیکن یہ بات صحیح ہے کہ داعش کے مقاصد میں عالمی سطح پر خلافت کا احیاء شامل ہے۔ انہوں نے الدولہ الاسلامیہ کا لفظ

استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔ظاہر ہے، دولت اسلامی کا کام اللہ کے دین کو تمام ادیان پر غالب کرنا ہوتا ہے۔ بنیادی طور پر غلبۂ دین نبی ﷺ کا مشن تھا۔ آپؐ کے وصال کے بعد یہ اس امت کی ذمہ داری ہے۔ یہ امت امت وسط ہے۔اس نے پوری دنیا میں اسلام کو نافذ کرنا ہے تا کہ دنیا میں امن، چین ہو سکے۔ جب بھی دولت اسلامی قائم ہوگی تو اس کا مقصد یہی ہوگا کہ وہ ساری دنیا میں اسلام کا جھنڈا لہرائے۔ عراق اور شام کے درمیان بارڈر کو سرائیکو کہا جاتا ہے۔ پہلی جنگ عظیم اور دوسری جنگ کے درمیان فرانس اور برطانیہ نے مشرق وسطیٰ کی چھوٹی چھوٹی بہت ساری ریاستیں بنائیں۔ داعش نے ان بارڈر کو ختم کرنے کی طرف قدم اُٹھایا ہے۔ بارڈرز کو ختم کرنا اور یہ کہنا کہ اُمت مسلمہ چونکہ ایک ہی اُمت ہے لہٰذا ان کے درمیان میں بارڈرز نہیں ہونے چاہئیں دوسری جنگ عظیم کے بعد اسلامی خلافت کی جانب ایک زبردست قدم ہے جو اٹھایا گیا۔ اگر دیکھا جائے تو دو مسلمان ملکوں کے حوالے سے بارڈرز کا لفظ اسلامی ریاست کے ساتھ جچتا ہی نہیں ہے، کیونکہ اسلامی ریاست سرحدوں میں محصور نہیں رہتی۔ یہ ایک جہانی ریاست ہوتی ہے۔ اسے مسلسل ساری دنیا کی طرف بڑھنا ہوتا ہے۔ 2006ء میں جب داعش ابتدائی مراحل میں تھی اور ان کے امیر ابوعمر البغدادی تھے۔ تب امریکی حکومت پر سخت دباؤ تھا کہ امریکہ عراق سے اپنی فوجوں کو واپس بلائے۔ اس وقت ان کی دفاع کی سلیکٹ کمیٹی کے سامنے ایک خاتون نے صاف کہا تھا کہ ”آپ لوگ یہ کہتے ہیں کہ امریکی فوجوں کو عراق سے بلایا جائے، میں آپ کو بتا دینا چاہتی ہوں کہ جیسے ہی امریکی فوجیں وہاں سے باہر نکلیں گی خلافت کا اعلان ہو جائے گا۔ اردگرد کے علاقوں کے ساتھ امن معاہدے ہوں گے۔ ایک کمزور ملک کو تلاش کیا جائے گا اور اس کو فتح کیا جائے گا۔ خلافت کا حصہ بنایا جائے گا۔ خلافت یہ کام کرتی رہے گی یہاں تک وہ واشنگٹن تک پہنچ جائے گی۔“ تو اسلام جب بھی اُٹھے گا تو ایسے ہی ہوگا۔ ہمارے سارے خلفائے راشدین نے یہی کام کیا۔ تب ہی تو اسلامی ریاست مسلسل پھیلتی چلی گئی۔

سوال: داعش کا ہدف زیادہ تر شیعہ کمیونٹی ہے۔ ابوبکر البغدادی کا اعلان خلافت کیا خطہ میں شیعہ سنی کی تقسیم کو ہوا نہیں دے گا؟

غالب عطاء: دیکھئے، اسلامی ریاست کے تحت بھی اہل تشیع صدیوں تک زندگی گزارتے رہے ہیں اور اسلامی ریاست ان کو اچھے خاصے وظائف دیا کرتی تھی۔ لہٰذا یہ بات پروپیگنڈا بھی ہو سکتی ہے کہ داعش اہل تشیع کا بے تحاشا قتل عام کر رہی ہے۔ یہ بات نہ بھولیں کہ اس وقت جس میڈیا کے ذریعے ہم تک خبریں پہنچ رہی ہیں، اس کا کردار مشکوک ہے۔ اگر آپ الیکٹرانک میڈیا بالخصوص انٹرنیٹ پر فیس بک اور ٹویٹر وغیرہ پر امریکا کی دفاعی حکمت عملی اٹھا کر دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ اس نے خطیر رقم اس مقصد کے لیے مختص کی ہے کہ میڈیا کے ذریعے غلط ملط معلومات پھیلائی جائیں اور لوگوں تک صرف اپنی مرضی کی معلومات پہنچائی جائیں۔ بہر حال یہ بات ضرور ہے کہ اسلامی ریاست جب بھی گروتھ کرے گی اسی طریقے سے کرے گی۔ روس میں مقیم سی آئی اے کے سابق اہلکار ایڈورڈ سنوڈن نے پچھلے دنوں یہ کہا تھا مشرق وسطیٰ میں مکھیوں کا چھتا بنایا جا رہا ہے۔ سنوڈن کی اس بات سے روس کو بھی بہت تکلیف ہوئی تھی کہ اس کے شام کے ساتھ بڑے اچھے تعلقات ہیں۔ سنوڈن نے کھل کر کہا تھا کہ امریکا اس علاقے کو چھتا بنانا چاہتا ہے، تا کہ ساری دنیا سے جہاد کرنے والے لوگ ایک ہی جگہ پر اکٹھے ہوں اور پھر انہیں طاقت کے ذریعے ختم کر دیا جائے۔ مجاہدین کا خاتمہ امریکا کی بھول ہے۔ امریکا کے لئے مجاہدین کو ختم کرنا 2006ء میں بھی ممکن نہیں ہوا تھا، جبکہ امریکی فورسز عراق کی سرزمین پر موجود تھیں، تو آج یہ کیسے ممکن ہوگا۔

ایوب بیگ مرزا: غالب عطاء صاحب کی یہ بات بالکل درست ہے کہ جب خلافت قائم ہوگی تو اِسی انداز سے ہوگی لیکن داعش کے حوالے سے بعض چیزیں آدمی کو شکوک وشبہات میں بھی ڈالتی ہیں۔ مثال کے طور پر یہ لوگ شام کے شمال اور عراق کے مغرب میں ہیں۔ وہاں سے جتنے فاصلے پر لبنان ہے اتنے ہی فاصلے پر اسرائیل واقع ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ انہوں نے لبنان میں تو بعض کارروائیاں کی ہیں، لیکن آج تک اسرائیل میں کوئی کارروائی نہیں کی۔ لہٰذا ہمیں مغربی میڈیا کے گمراہ کن پروپیگنڈے کے ساتھ ساتھ اس پہلو کو بھی پیش نظر رکھنا ہوگا۔ اسی طرح اسرائیل نے غزہ پر بمباری کی، تو داعش نے اس کی زبانی مذمت بھی نہیں کی۔ اہل غزہ کی ہمدردی اور اسرائیل کی مذمت ان کا کوئی ایک بیان بھی نہیں آیا، بلکہ اسرائیل کے بارے میں اُن کا ایک بڑا عجیب بیان آیا کہ قرآن میں کہیں نہیں ہے کہ اسرائیل پر حملہ کرو۔ یہ چیزیں داعش کے حوالے سے ایک عام مسلمان کو تذبذب کا شکار کر رہی ہیں کہ آیا یہ لوگ واقعتاً مسلمانوں کے خیر خواہ ہیں یا یہ پھر سپانسرڈ ہیں۔

سوال: داعش کے سربراہ ابوبکر البغدادی خود کئی سال امریکیوں سے ٹریننگ لیتے رہے ہیں۔ ایک رائے یہ ہے کہ امریکہ مشرق وسطیٰ میں انہیں صیہونی منصوبوں کی تکمیل کے لئے ایک مہرے کے طور پر استعمال کر رہا ہے۔ آپ کے خیال میں کیا یہ تاثر درست ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اس معاملے میں قطعیت کے ساتھ کچھ کہنا بہت مشکل ہے۔ لیکن اس امر کے آثار نظر آتے ہیں کہ انہیں مہرے کے طور پر استعمال کر لیا جائے۔ میرے سامنے خاص طور پر لیبیا کی مثال ہے۔ لیبیا میں کرنل قذافی کو گھسیٹ کر سٹرک پر قتل کیا گیا۔ اس وقت جو عبوری حکومت قائم کی گئی اس کا صدر اور وزیر اعظم دونوں قید میں تھے۔ دراصل لیبیا میں کنفیوژن پیدا کرنا امریکہ کا مقصد تھا۔ اس معاملے میں بھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ابوبکر البغدادی بارے میں میری اطلاع یہ ہے کہ وہ اس طرح امریکا کے قیدی نہیں تھے بلکہ انڈر ٹریننگ بھی رہے ہیں اور انہوں نے امریکیوں سے باقاعدہ ٹریننگ حاصل کی ہے۔ پھر اسرائیل کے حوالے سے ان کا جو موقف آیا اس کی بنا پر بھی ان پر شک کی نگاہ ڈالی جا سکتی ہے۔ تاہم کوئی حتمی بات نہیں کہی جا سکتی۔

غالب عطاء: 2010ء سے لے کر آج تک جو لوگ ان کے ساتھ مل کر جہاد کرتے رہے ہیں اور پھر ان کے اعلان خلافت پر ان سے علیحدہ ہو گئے یہ الزام انہوں نے بھی ان پر کبھی نہیں لگایا کہ وہ امریکہ کے ایجنٹ ہیں اور بیرونی ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں۔ بلکہ یہی کہا کہ بغدادی بے گناہوں لوگوں کا خون پہلے بھی بہا رہے تھے اور اب انہیں خلافت کے تحت معصوم لوگوں کا خون بہانے کا اور موقع مل جائے گا۔ جب ابوبکر البغدادی ابوغریب جیل سے باہر آ رہے تھے تو امریکی افسر نے انہیں کہا تھا کہ See you in Washington۔ تو یہ ایک دھمکی ہی تھی۔ یہ ایک پراسس سے گزرے ہیں۔ ان کے اندر کوئی پراسراریت نہیں ہے۔

سوال: کہا جاتا ہے کہ تقریباً 52 ممالک کے لوگ ان کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: اصل میں بغدادی ایمن الظواہری کے ساتھ تھے۔ لیکن جب انہوں نے شام میں قتل عام کیا ہے تو اس سے ایمن الظواہری نے انہیں روکا۔ اس پر یہ ان کی امارت سے نکل گئے۔ اس وقت بھی القاعدہ کے دو چھوٹے گروپ ان کے ساتھ ہیں۔ اس کے علاوہ اور بہت سے گروپ ان کے ساتھ ہیں۔ انڈونیشیا کا ایک جہادی گروپ ان کے ساتھ ہے۔ یہ سب لوگ ان کو مسلمانوں کا باقاعدہ خلیفہ قرار دیتے ہوئے ان کو سپورٹ کر رہے ہیں۔ عراق میں صدام کی باقیات بھی ان کو سپورٹ کر رہی ہیں۔ تو بہت سے عناصر اور گروپس ان کے حامی ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ یہ بالکل تنہا ہیں۔

سوال: کہا جا رہا ہے القاعدہ کے جنگجو امریکہ کے ہاتھوں دنیا بھر میں پسپا ہو کر داعش جیسی نئی پراسرار عسکری جماعت میں شامل ہو رہے ہیں، اور داعش دراصل مڈل ایسٹ میں القاعدہ کا نیا نام ہے۔ کیا آپ اس رائے سے اتفاق کرتے ہیں؟

غالب عطاء: 2006ء میں جب امریکہ نے عراق پر حملہ کیا تو الزرقاوی نے عراق کے جہادی نیٹ ورک کو آرگنائز کیا۔ انہیں ساری جہادی تنظیمیں عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہیں۔ اس وقت وہ القاعدہ کے ساتھ منسلک تھے۔ لیکن ان کی شہادت کے بعد عراق کے اندر مسلمانوں کے جہادی گروہ کا القاعدہ کے ساتھ تعلق مسلسل کمزور ہوتا چلا گیا۔ ابوبکر البغدادی کے آنے کے بعد یہ تعلق مزید کمزور ہوا۔ کیونکہ القاعدہ کے پورے نیٹ ورک میں ان کو اس قابل نہیں سمجھا گیا کہ یہ خلافت کی سٹیج پر آتے۔ خیال یہ تھا کہ یہ نیچے کہیں رہتے اور آرمی کو آرگنائز کرتے۔ یعنی جنگ وجدل کے سارے معاملات کو چلاتے۔ یہ ان کی القاعدہ سے علیحدگی کا حصہ ہے۔ القاعدہ آج بھی اپنی جگہ موجود ہے۔ اس کے پاس اختیار ہے۔ وہ مختلف جگہوں میں برسرپیکار ہے۔ ابوبکر البغدادی علیحدہ سے یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ دراصل دوسری جنگ عظیم کے بعد پہلی بار 1990ء کی دہائی میں پورے مشرق وسطیٰ میں امریکہ کی پالیسی تبدیل ہونا شروع ہوئی۔ امریکیوں نے یہ سوچا کہ جب سوویت یونین قائم تھا، ہمیں مڈل ایسٹ کے تیل کو تحفظ دینا ہوتا تھا، مگر اب ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ 1990ء کے بعد سے امریکی پالیسی ساز یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں مشرق وسطیٰ کے تیل کا انتظام کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ پہلے ہمیں اس تیل کے نقل و حمل کو محفوظ بنانے کے لیے 278 بلین ڈالر خرچ کرنے پڑتے تھے۔ اب ہم نے کینیڈا سے گیس اور آئل حاصل کرنا شروع کر دیا ہے اور ہمارا انحصار مشرق وسطیٰ پر کم ہو گیا ہے۔ لہٰذا مڈل ایسٹ اب پر اتنی خطیر رقم خرچ کرنے کی کیا ضرورت ہے جبکہ اُس کا یہ تیل ہمارے بجائے زیادہ تر ایشیا کی ضرورت پوری کر رہا ہے۔ 1990 سے 2010ء تک اس طرح کی ریسرچ رپورٹیں شائع ہوتی رہیں۔ جس کے بعد سے امریکا نے یہ فیصلہ کر لیا کہ اگر مشرق وسطیٰ بدامنی کا شکار اور غیر مستحکم ہوتا ہے تو ہوتا رہے، ہمیں کوئی پروا نہیں۔ ہمارا کوئی مسئلہ نہیں۔ عراق سے جب امریکا نے انخلا کیا تو نوری المالکی نے اُسے یہ اجازت نہیں دی کہ 10000 فوج کو وہاں پر رکھ سکتا ہے جیسا کہ حال ہی میں افغانستان کے کٹھ پتلی صدر اشرف غنی اور چیف ایگزیکٹو عبداللہ عبداللہ نے اُس کے ساتھ سیکیورٹی معاہدہ کیا۔ نوری المالکی نے کہا کہ ہم امریکی فوج نہیں رکھیں گے۔ یوں امریکا کو دو طرف سے انکار ہوا۔ پہلا انکار سعودی عرب کی طرف سے ہوا۔ عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ سعودی عرب اور امریکا اکٹھے ہیں۔ ان کی پالیسی یکساں ہے۔ لیکن یہ بات خلاف حقیقت ہے۔ سعودی عرب کا امریکا کی مشرق وسطیٰ پالیسی سے شدید اختلاف ہے۔ جب ایران کی گورنمنٹ کو امریکا نے WMD کی بنا پر ٹارگٹ نہیں کیا تو سعودی گورنمنٹ نے سخت اعتراض کیا کہ آپ نے جھوٹے الزام کی بنیاد پر صدام حسین حکومت ختم کر دی، جبکہ ایران کو کچھ نہیں کہا۔ پھر یہ کہ بشار الاسد نے سنیوں کے خلاف کیمیائی ہتھیار استعمال کیے، اور کثیر تعداد میں اُن کا قتل عام کیا، تو آپ نے بشار گورنمنٹ کو کچھ نہیں کہا، مگر صدام کو جھوٹے الزام کی بنا پر مار ڈالا۔ شاہ عبداللہ نے باراک اوباما سے کہا کہ تمہارے معیارات دوہرے ہیں۔ سعودی عرب نے امریکا پر یہ اعتراض کیا کہ وہ مشرق وسطیٰ میں شیعوں کو سپورٹ کر کے سنی رجیم کو ہٹا رہا ہے۔ اسی لیے اس نے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی نشست لینے سے بھی انکار کر دیا۔ اس نئی صورتحال سے امریکا کی پوزیشن یہ ہو گئی کہ سنی بھی ان کے ساتھ نہیں تھے اور نور المالکی حکومت بھی جسے ایرانی گورنمنٹ کی سپورٹ تھی امریکا کا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔ لہٰذا سارے مشرق وسطیٰ میں امریکا کا کوئی لیورج نہیں رہا تھا۔ داعش کی وجہ سے امریکا کو دوبارہ خطے میں داخل ہونے کا موقع ملا۔ تو یہ ایک بنیادی چیز ہے۔ اسی وجہ ذہنوں میں ایک کنفیوژن پایا جاتا ہے کہ شاید ISIS کی جدوجہد امریکی ایجنڈے کے تحت ہے۔ لیکن ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ خلافت ایک شرعی حکم ہے۔ اس کی بنیادی شرائط پوری ہو جائیں تو خلافت کو رائج کرنا ہی ہوگا۔ چاہے بظاہر کیسی ہی مخدوش صورتحال نظر آ رہی ہو، چاہے اس مقصد کے لیے کام کرنے والوں پر دوسروں کے ایجنڈے پر کام کا الزام ہی کیوں نہ لگے۔ خلافت بہرحال اسلام کا ایک شرعی حکم ہے، اور اس کو نافذ کرنا لازم ہے۔ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ جب خلافت آ جائے تو خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کرے۔ (جاری ہے)

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی پشاور شہر کے رفیق محترم غلام مقصود کے برادر نسبتی وفات پا گئے۔

☆ تنظیم اسلامی پشاور غربی کے رفیق محترم ڈاکٹر راشد پرویز کے بہنوئی وفات پا گئے۔

☆ تنظیم اسلامی پشاور صدر کے رفیق محترم ممتاز علی کے بھائی وفات پا گئے۔

☆ حلقہ کراچی شمالی کے رفیق ارسلان غوری (رفیق تنظیم مسعود ملک کے بھانجے) رحلت فرما گئے۔

☆ نقیب اسرہ اوکاڑہ ثوبان اسماعیل کے خالو جان وفات پا گئے۔

☆ تنظیم اسلامی زون وسطی پاکستان کے نائب ناظم اعلیٰ پروفیسر خلیل الرحمٰن کے بڑے بھائی علالت کے بعد وفات پا گئے۔

☆ تنظیم اسلامی بہاولپور کے رفیق محمد اقبال خٹک کی خالہ وفات پا گئیں۔

☆ اسرہ حضرت انس بن مالک تنظیم اسلامی ہارون آباد غربی کے نقیب حاجی محمد شفیع کی ہمشیرہ وفات پا گئیں۔

اللہ رب العزت مرحومین کی خطاؤں اور لغزشوں سے درگزر فرمائے، اور ان کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے۔ (آمین) قارئین ندائے خلافت سے بھی مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَادْخِلْھُمْ
فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

حقوق العباد

مفتی جمیل احمد

آج دنیا میں ظلم کا دور دورہ ہے۔ ہر شخص ایک دوسرے کا مال واسباب ہڑپ کرنے کے چکر میں ہے۔ وہ سوچتا ہے کہ دوسرے کا مال ہتھیا کر میں اپنی جائیداد میں اضافہ کرلوں گا، میری دوکان ترقی کر جائے گی، میری کھیتی باڑی بڑھ جائے گی، میرے بودوباش اور رہن سہن میں تبدیلی آجائے گی۔ اُسے یہ احساس نہیں ہے کہ دوسرے کا مال اپنے مال میں ملا کر، دوسرے کا کھیت اپنے کھیت میں شامل کر کے، وہ اپنے آپ کو جہنم کی دہکتی ہوئی آگ کا مستحق بنا رہا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ دوسرے کا کھیت غصب کر کے اس نے اپنے کھیت کی مقدار میں اضافہ کردیا، حالانکہ حقیقت میں اس نے اپنے کھیت کی مقدار نہیں بڑھائی، بلکہ اپنے لئے جہنم کے انگاروں کی مقدار بڑھالی۔ وہ باور کئے ہوئے ہے کہ دوسرے کے روپے پیسے نہ دے کر اس نے اپنے آپ کو ظاہری نقصان سے بچالیا ہے، حالانکہ اُس کی اس حرکت کی وجہ سے اُبدی دنیا کا نقصان اس کا مقدر بن چکا ہے۔ وہ سوچتا ہے کہ دوسروں پر ظلم وزیادتی کر کے میں اپنے جاہ وحشم اور اقتدار میں اضافہ کررہا ہوں، اپنا معیار زندگی بلند سے بلند تر کررہا ہوں، حالانکہ اس کے یہ افعال اُسے دوزخ کے شعلوں کا لباس پہنارہے ہیں۔

آج کا یہ انسان کس قدر نادان ہے۔ جن چیزوں کو وہ اپنے فائدہ کا سودا سمجھتا ہے، وہ سراسر گھاٹے کا سودا ہے۔ مگر اس کی سمجھ میں نہیں آتا۔ اسے دوسروں پر ظلم وزیادتی کرتے ہوئے لطف آتا ہے۔ وہ دوسروں کا مال ہڑپ کر کے خوش ہوتا ہے۔ وہ دوسرے کی جائیداد غصب کر کے اپنی عقلمندی کی داد حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور بھول جاتا ہے کہ اس کی یہ حرکتیں کتنی خطرناک ہیں اور کتنا خوفناک ہے وہ راستہ جس پر وہ چل رہا ہے۔

آج کا انسان عدالتوں کا سہارا لے کر، مقدمات لڑ کر، جھوٹی سچی گواہیاں دلوا کر، رشوت کی تھیلیاں کھول کر، دوسروں کی جائیداد کو اپنی بنالیتا ہے۔ دوسروں کے حقوق پر ڈاکے ڈالتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ دنیاوی قانون کی رو سے وہ چیز میری ہوگئی تو خدائی قانون میں بھی میری ہوگئی۔ حالانکہ یہ اس کی بھول ہے، قیامت تک وہ چیز اس کی نہیں ہوسکتی۔ اُسے اس چیز سے فائدہ اٹھانے کا حق نہیں ہے۔ وہ اُس کے ذریعہ جو کچھ حاصل کررہا ہے سب حرام ہے۔ وہ جہنم کا ایک ٹکڑا ہے جو اس نے جھوٹی گواہیاں دلوا کر اور رشوت دے کر حاصل کیا ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میں ایک انسان ہی ہوں۔ تم لوگ اپنے جھگڑے میرے پاس لے کر آتے ہو۔ ہوسکتا ہے کہ تم میں کوئی دوسرے کے مقابلے میں اپنی بات کو زیادہ بنا سنوار کر پیش کرنے کا ماہر ہو، لہٰذا میں اُس کو سچا سمجھ کر اُسی کے حق میں فیصلہ کردوں۔ پس سن لو جس کے لئے میں اس کے بھائی کے حق سے فیصلہ کردوں تو وہ اسے ہرگز نہ لے۔ کیونکہ وہ جہنم کا ایک ٹکڑا ہے جو میں اسے کاٹ کردے رہا ہوں۔'' (متفق علیہ)

ایک دوسری حدیث میں ہے:

''جو کسی ایسی چیز کا دعویٰ کرے جو اس کی نہ ہو، وہ ہم سے نہیں۔ ایسے شخص کو اپنا ٹھکانا جہنم میں ڈھونڈ لینا چاہیے۔'' (مسلم)

یہ ظلم وزیادتی اور دوسروں کی جائیداد پر ناجائز قبضہ کرنا، حقوق العباد میں سے ہے، اور حقوق العباد، حقوق اللہ سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا حق چاہے گا تو معاف کردے گا مگر بندوں کا حق بندے ہی معاف کریں تو کریں، اللہ معاف نہیں کرے گا۔ بلکہ قیامت کے دن بڑے خطرناک طریقے سے وصول کیا جائے گا۔

حضرت ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص نے اپنے بھائی کی کوئی چیز ظلماً لے لی ہو یا اس سے تعرض کیا ہو تو چاہیے کہ وہ دنیا ہی میں معافی تلافی کرالے، قبل اس کے کہ وہ دن آئے جس دن درہم و دینار نہ ہوں گے، اگر عمل صالح ہوگا تو اُس سے اُس کے ظلم کی مقدار لے لیا جائے گا۔ اور اگر نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کے گناہ، ظالم کے اوپر لاد دیئے جائیں گے۔'' (بخاری)

آج موقع ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اس موقع کو غنیمت جانیں۔ ہم سے حقوق العباد میں جو کوتاہیاں ہوئی ہوں، ان کی یہیں معافی تلافی کرالیں۔ ہم میں سے جس نے اپنے کسی دوسرے بھائی کی جائیداد خواہ وہ معمولی ہی کیوں نہ سہی، ظلماً لے لی ہو، وہ اسے واپس کردے۔ اگر وہ بھائی زندہ نہ ہو تو اُس کے ورثاء کو دے دے۔ اگر بالفرض وارث بھی نہ ہوں تو اُسے صدقہ کردے، لیکن بہرحال اسے اپنے پاس نہ رکھے اور اللہ سے صدق دل سے اپنی اس غلطی کی معافی مانگے۔ اللہ غفور ورحیم ہے۔ امید ہے کہ معاف کردے گا۔

لیکن اگر آج ہم نے اس موقع کو غنیمت نہ جانا اور معافی تلافی نہ کی تو قیامت کے دن ہماری یہ ڈھیر ساری نمازیں، روزے اور حج وزکوٰۃ کام نہ آئیں گے۔ ہم خواہ وہاں نیکیوں کے انبار لے کر جائیں مگر اُن سے ہماری گلوخلاصی نہ ہوگی۔ ہماری یہ عبادات، حقوق العباد کے سامنے بالکل بے حیثیت ہو کر رہ جائیں گی اور ہمیں بے یارومددگار چھوڑ دیا جائے گا۔ اس دن ہم سے زیادہ بے چارگی اور مفلسی میں کوئی نظر نہ آئے گا۔

حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام ؓ سے ارشاد فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا ہم تو مفلس اُسی کو سمجھتے ہیں جس کے پاس مال ومتاع نہ ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کا مفلس وہ ہوگا جو قیامت کے دن بہت سی نمازیں، روزے اور زکوٰۃ وغیرہ لے کر آئے گا مگر حال یہ ہوگا کہ کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر الزام لگایا ہوگا، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا، کسی کو مارا پیٹا ہوگا، لہٰذا وہ بٹھا دیا جائے گا اور ہر شخص اپنا بدلہ لینے آجائے گا، اس کی نیکیاں اٹھا اٹھا کر دی جانے لگیں گی، یہاں تک کہ نیکیاں سب ختم ہوجائیں گی مگر دعویدار باقی رہ جائیں گے۔ لہٰذا اُن دعویداروں کے گناہ اس پر لاد دیئے جائیں

گے۔ پھر اُسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔"

آج ہم غیبت اور چغلخوری میں لگے رہتے ہیں۔ ایک دوسرے پر طعن و تشنیع کرتے ہیں۔ اتہام و بہتان لگاتے ہیں، ایک دوسرے کو ستانے اور نیچا دکھانے کی فکر میں رہتے ہیں۔ ذرا سوچئے، جب قیامت کے دن ان کے عوض ہماری نیکیاں لی جانے لگیں گی تو ہم کس لائق رہ جائیں گے، ہمارے اوپر جب ہمارے ظلم کے بدلے مظلوموں کی بُرائیاں لادی جانے لگیں گی تو ہم اپنی بے چارگی کی فریاد کس سے کرسکیں گے؟ اللہ تعالیٰ بھی ہماری کوئی فریاد نہ سنے گا کیونکہ یہ سب اسی کے حکم سے ہوگا اور اللہ بھی حق والوں کو حق لینے سے نہ روکے گا۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَمْنَعُ ذَا حَقٍّ حَقَّہٗ '(بیہقی)

سچ بات تو یہ ہے کہ اگر وہاں بھی مظلوموں کو اپنا حق نہیں ملے گا تو کہاں ملے گا؟ اگر وہاں بھی انصاف نہ ہوگا تو کہاں ہوگا؟ اسی لئے حدیث شریف میں ہے: قیامت کے دن حقوق، حقداروں تک ضرور پہنچا دیئے جائیں گے۔ یہاں تک کہ بے سینگ والی بکری کے لئے سینگ والی بکری سے بدلہ لیا جائے گا۔" (مسلم)

یعنی جانوروں تک میں مظلوموں کی دادرسی ہوگی اور حق داروں کو ظالموں سے حق دلایا جائے گا۔ پھر بھلا انسان اشرف المخلوقات ہو کر اور بڑی ذمہ داریوں کا اہل ہو کر، اس قانون سے مستثنیٰ کیسے ہوسکتا ہے۔ اس کی گرفت تو سب سے پہلے ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جس نے ایک بالشت زمین بھی ظلماً لے لی ہو گی، اُس کو قیامت کے دن سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔" (متفق علیہ)

ہمیں ان وعیدوں سے ڈرنا چاہیے اور ظلم و زیادتی اور حقوق العباد میں کوتاہی کرنے سے باز آجانا چاہیے۔ ورنہ ہماری ساری زندگی کے اعمال اکارت ہو جائیں گے۔ قیامت کے دن ان اعمال کا ہمیں کوئی فائدہ نہ پہنچے گا۔ اس دن ہم افسوس سے ہاتھ ملیں گے مگر اُس دن کا ہاتھ ملنا کام نہ آئے گا۔

☆☆☆

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

بے خبر اہلِ کشتی

محمد خالد پراچہ
kparachajt@gmail.com

ایک سول حکومت کا اپنی مقررہ مدت پوری کرنا عام اِنتخابات پر امن اِنتقال اقتدار، سیاسی کشمکش کے ساتھ ساتھ تعلقات کار کو قائم رکھنا یقیناً سیاسی تمدن کے فروغ اور سیاسی شعور کی پختگی کی علامات ہیں۔ لیکن گزشتہ چند ہفتوں کے دوران ہونے والے واقعات اس مثبت تاثر کی نفی کرتے ہیں۔ اسلام آباد میں دھرنا قائدین کی زبان، لب و لہجہ، روزمرّہ اور محاورے تہذیب اخلاق اور شائستگی کی حدود سے گزرے ہوئے ہیں۔ آئین کے تحت وضع کئے گئے قومی وقار کے مظہر مناصب اور اداروں کی تحقیر اور تذلیل جاری ہے۔ اس رویہ کا جائزہ ایک بات واضح کرتا ہے۔ کہ ہمارے ذمہ داران خواہ وہ حکومت میں ہوں یا اپوزیشن میں، اردگرد کے واقعات کو خاطر میں نہیں لاتے۔ ان کی ترجیحات وقتی ہیں۔

کسی ملک کا آئین سیاست و ریاست کے بنیادی اصول طے کرتا ہے۔ یہ دستور ہی ریاستی اداروں کو تشکیل دیتا اور ان کے اختیارات کی وضاحت کرتا ہے۔ وسائل کی تقسیم کے بنیادی اصول طے کر دیئے جاتے ہیں۔ حقوق نہ صرف بیان کردئے جاتے ہیں بلکہ ان کے تحفظ کا نظام بھی قائم ہوتا ہے۔ اصولی بنیادوں پر قائم یہ نظام معاشرے میں مفاہمت اور قومی وحدت کو فروغ دیتا ہے۔ سیاسی پارٹیاں قومی ایجنڈا تشکیل دیتی ہیں۔ ان کی ترجیحات ملک گیر ہوتی ہیں۔ اس عمل کے نتیجہ میں چاروں صوبوں کی زنجیر! بے نظیر، وفاق کی دلیل مسلم لیگ جیسے نعرے لگتے ہیں۔ لیکن وطن عزیز کا سیاسی چلن اس انداز سے آگے نہیں بڑھ پایا۔ آج وفاق کی علامت صدر مملکت کا ذکر نہیں، وزیراعظم کی حیثیت متنازعہ ہے۔ سپریم کورٹ آف پاکستان اور الیکشن کمیشن کو بے وقعت اور بے وقار کیا جارہا ہے۔ سیاسی مخالفین کے علاوہ میاں نواز شریف کے طرز حکمرانی سے ناراض اور غیر مطمئن لوگوں کی شمولیت سے بات احتجاج کی حدوں سے گزر کر خطرات اور خدشات کے مقام پر آچکی ہے۔

موجودہ سیاسی لہر کے پیچھے سکرپٹ، اس کے خالق فوج، اس کی سیاسی عمل میں مداخلت کی عادت، سیاسی نظام کی کمزوری وغیرہ کی قوالی جاری ہے۔ شیعہ سنی کے بعد دیوبندی بریلوی کی تفریق کا سیاسی پہلو سر اٹھا رہا ہے۔ خیبر پختونخوا میں آپریشن جاری ہے۔ بلوچستان میں ہونے والی ساری سرگرمیاں تشویش کی سطح سے گزر رہی ہیں۔ ان باتوں سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ ملک میں ساتھ مل کر چلنے اور دوسرے کو برداشت کرنے کے جذبات کی شدید کمی ہے۔ اس خلا کو آئینی ادارے پورا کرتے ہیں جبکہ ان پر اعتماد نہیں۔ ان حالات میں یہ رائے قائم کرنا یقیناً غلط نہیں کہ انتشار کو فروغ دینے والے سارے اجزا موجود بھی ہیں اور متحرک بھی! اس کے مقابلے میں مفاہمت اور شعور وحدت دینے والے عناصر محدود نظر آتے ہیں۔ یہ حالات کس کے مقاصد پورے کرتے ہیں؟ اس کا جائزہ ہمارے اردگرد رونما ہونے والے واقعات کو سامنے رکھ کر لینے کی کوشش کرتے ہیں۔

دو تین ماہ قبل اسرائیل کے وزیراعظم نیتن یاہو نے تل ابیب یونیورسٹی میں اظہار خیال کیا۔ اس خطاب کی خاص بات یہ اعتراف تھا کہ مسلم ممالک اور مشرق وسطیٰ جس بحران سے گزر رہے ہیں وہ اسرائیل کا بنا ہوا (made in Israel) ہے۔ مسٹر یاہو نے عراق اور شام کے حالات کا ذکر کیا، اور موجودہ نسلی،

لسانی اور مذہبی انتشار کی اسرائیل کی سلامتی کے لئے اہمیت اور فوائد پر روشنی ڈالی۔ زیرنظر سطور میں ہم اسرائیلی وزیراعظم کے بیان کا پس منظر جاننے کی کوشش کریں گے۔ ساتھ ہی اپنے حالات کو یہود و ہنود کے کھاتے میں ڈالے بغیر یہ سمجھنے کی کوشش کریں گے کہیں ہماری حالت بے خبر اہل کشتی جیسی تو نہیں! کہیں بے خبری میں یا فوری فوائد کے حصول کی کوشش میں ہم وہ سب کچھ تو نہیں کر رہے جو ہمارے دشمن ہم سے چاہتے ہیں۔ کیا اندرونی خلفشار منظم بڑی فوج رکھنے والی واحد مسلم ایٹمی قوت کو پانی پر جھاگ تو نہ بنا دے گا۔

ینون (Yinon) ایک اسرائیلی مہم جویانہ ذہنیت رکھنے والے یہودی (Neo-con) کا نام ہے۔ اس نے 1970 کی دہائی میں بعض دوسرے جارحیت پسندوں کے ساتھ مل کر اسرائیل کی سلامتی کا منصوبہ پیش کیا۔ اس منصوبہ کے مطابق اسرائیل کی سلامتی کے لئے یہ ضروری ہے کہ عراق اور شام میں مستحکم حکومتوں کا خاتمہ ہو جائے۔ پھر ان ممالک میں مسلک، زبان، نسل اور وسائل کی تقسیم کے سوال پر تنازعات پیدا ہوں۔ پھر اگر نئے ملک نہ بھی بن سکیں تو لبنان کا آئینی خاکہ ان کو اتنا کمزور کر دے گا کہ وہ اسرائیل کا سامنا نہ کر پائیں گے۔ اس طرح مصر کے دریا سے لے کر شام، لبنان، عراق اور سعودی عرب کے بعض علاقوں پر مشتمل وسیع تر اسرائیل کا خواب پورا ہو سکے گا۔ اس منصوبہ میں مصر اور لیبیا میں داخلی انتشار اور بدامنی کا پیدا کیا جانا بھی شامل تھا۔ اگلا ہدف سعودی عرب اور ترکی ہیں۔

نیوکونز گروپ کے ایک اور رہنما برنارڈ لیوس کا ایک مضمون امریکہ کے مشہور رسالہ (Foreign Affairs Journal-1992,sep.) میں شائع ہوا۔ لیوس نے تجویز کیا کہ مشرق وسطیٰ میں ایسا نظام ترتیب دیا جائے جس میں مرکز بہت کمزور ہو۔ وحدت اور اتفاق پیدا کرنے والے عناصر کو کمزور کیا جائے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اسلامی دنیا میں علاقہ، زبان، فرقہ، قبیلہ، وسائل کی تقسیم کے سوالات کو اٹھایا جائے۔ ایسا کر کے ان ممالک کو قابو میں رکھنا آسان ہوگا۔

سابق امریکی نائب صدر ڈک چینی کے مشیر ایلیٹ ابراھم سمیت مہم جویانہ ذہنیت رکھنے والے (Neo-con) نے ایسا ہی ایک پیغام 2002 میں ایک خط کے ذریعے صدر بش کو دیا۔ خط میں صدام کو اسرائیل کے لئے خطرہ قرار دیتے ہوئے اسے حکومت سے نکال باہر کرنے کی سفارش کی گئی۔ یہ بھی کہا گیا کہ عراق اور شام کی مستحکم حکومتیں اسرائیل کی سلامتی کے لئے خطرہ ہیں۔ یہ کہ علاقے میں اسرائیل کی کاروائیاں در اصل امریکہ کی جنگ ہے۔ واشنگٹن پوسٹ میں شائع ہونے والے مضمون میں کیرن ہرٹ اس بات پر مطمئن ہے کہ عراق اور شام مسلک کی بنیاد پر تقسیم کے دہانے پر ہیں۔ لبنان اور یمن کی تقسیم قریب ہے۔ مصر عدم استحکام کا شکار ہو چکا ہے۔ ترکی اور سعودی عرب کے بارے میں اس کا کہنا ہے کہ اب معاہدہ ورسائی کی سرحدیں قائم رکھنا ضروری نہیں۔

ماضی میں رینڈ کارپوریشن کی رپورٹ اور امریکہ کے نیول وار کے جرنل میں پاکستان کے بارے میں بہت سی ناپسندیدہ باتیں کہی جا چکی ہیں۔ اسی مضمون میں مذہب اور مولوی کو عوام کی نظر میں گرانے کی بات کہی گئی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ سیاسی عمل کا جاری رہنا وجہ اشتراک اور استحکام بن جاتا ہے۔ لہذا سیاست دانوں کو عوام کی نظروں میں خائن و نااہل بنا دیا جائے۔ پاکستان میں فوج کو دفاع کی ضامن ہی نہیں قومی عظمت اور افتخار کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ چند کرداروں اور حوالوں کی بنیاد پر اسے عوام کے اس اعتماد سے محروم کیا جائے۔ ایسے ہی مضامین میں ایران، افغانستان اور پاکستانی بلوچستان پر مبنی آزاد ریاست بلوچستان کے نقشے چھاپے گئے ہیں۔ اسی پس منظر میں بعض اہل قلم بینظیر کے قتل کو چاروں صوبوں کی زنجیر توڑے جانے کے مترادف خیال کرتے ہیں۔ جب کہ اکبر بگٹی کے قتل کو پہلے سے ہی ناراض بلوچوں کو اشتعال دلانے کی کوشش قرار دیتے ہیں۔ میرے پاس وطن عزیز میں ہونے والے واقعات کو یہود ہنود کی سازش قرار دینے اور کسی کو ان کا ایجنٹ سمجھنے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ تو کیا بے خبر اہل کشتی بن کر ہم اپنا سفر اسی ڈگر پر جاری رکھیں گے؟ چلو یہ سوچیں ہم آج مل کے۔۔۔

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ ''قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر 2 فیصل آباد'' میں

24 تا 26/ اکتوبر 2014ء

(بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

مدرسین ریفریشر کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

زیادہ سے زیادہ مدرسین رفقاء اس میں شامل ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0321-9620418
041-2624290,2420490

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 36316638-36366638(042)

قوموں کا عروج وزوال اور پاکستان

بلال مسعود خان

مسلمانوں نے ہر دور میں بہت سی آزمائشوں، تکلیفوں اور مشکلات کا سامنا کیا۔ بلکہ شاید یہ کہنا بھی درست ہو کہ تاریخ عالم میں بنی اسرائیل کے سوا کسی قوم نے مسلمانوں سے زیادہ تکالیف برداشت نہ کی ہوں گی، اور اپنے نتائج کے اعتبار سے کسی قوم کی قربانیاں مسلمانوں کے مصائب سے زیادہ دوررس نہ ہوں گی۔ آج قریب قریب ڈیڑھ ہزار سال کے سفر کے بعد مسلمان قعرِ مذلت اور تنزل کی اتھاہ گہرائیوں میں پہنچ گئے ہیں۔ مختلف ادوار میں جہاں ملت اسلام میں تیغ وقلم کے نامور ماہرین پیدا ہوئے، وہاں اس کا دامن ملت وقوم فروش غداروں اور مطلب وہوس پرست عناصر سے بھی خالی نہیں رہا۔

اقوام عالم کی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی قوم کی ترقی میں بہت بڑا کردار حق کی خاطر اُٹھنے والی تلوار اور حق بات لکھنے والے قلم کا ہوتا ہے۔ اور یہ دونوں عناصر اُسی وقت کارگزار ہوتے ہیں جب انسانوں کا کوئی گروہ سچے نظریے، حقیقی مقصد حیات، اور ایک نصب العین کو پالیتا ہے۔ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ جو قومیں تلوار وقلم کے صحیح استعمال سے ناواقف ہو جائیں، وہ گمنام ہو جایا کرتی ہیں۔ کسی بھی قوم کے عروج وزوال کی داستان پڑھنے کے بعد جو حقائق سامنے آئے ہیں وہ اسی بات کی گواہی دیتے ہیں کہ ان کی تلوار ظلم کے آگے سر جھکا چکی تھی اور ان کا قلم ظالم کا ہمنوا بن چکا تھا۔ جب کوئی قوم اس مہیب مقام پر پہنچ جائے تو اس کے درمیان غاصب حکمران اور غدار اور موقع پرست امراء پیدا ہونے لگتے ہیں، اور ان کا علم ایسے فنون لطیفہ کی بنیاد رکھتا ہے جو ذہنی عیاشی کا باعث بن کر قوم کی تعمیری صلاحیتوں کو زنگ آلود کر دیتا ہے۔ اور یوں قوموں کی تباہی ایک بے انصاف نظام اور بے ایمان حکمران پر منتج ہوتی ہے۔

آج کا پاکستان، لاکھوں کروڑوں قربانیوں کا حاصل، 27 رمضان کو جنم لینے والا شہیدوں اور غازیوں کا دیس، ایٹم بم کے ہوتے ہوئے بیچارگی اور بے بسی کا شکار ہے۔ دشمنانِ اسلام اِس پر فیصلہ کن ضرب لگانے سے پہلے اس قلعہ کو مسمار کرنے کی نیت سے متحد ہو چکے ہیں۔ اور پاکستان کے حکمران طبقے میں ایسے لوگوں کی کثرت ہے جن سے خیر کی توقع عبث ہے۔ پاکستان کے عوام قومی اور دینی تشخص کے دفاع کی بجائے، فرقوں، زبانوں اور قبیلوں میں تقسیم ہو چکے ہیں، اور نام نہاد اہل قلم اندرونی و بیرونی ظالموں کو حق پر قرار دینے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔

عالم اسلام کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ اس کو سب سے زیادہ نقصان آپس کے انتشار اور اپنوں کی غداری نے پہنچایا۔ مسلمانوں کو کوئی بھی قوت بآسانی شکست نہ دے سکی، جب تک کہ ان میں کوئی میر صادق یا میر جعفر نہ پیدا ہو گیا۔ افسوس کہ یہ تاریخ بار بار دہرائے جانے کے باوجود بھی ہم اس سے کوئی سبق نہیں سیکھ سکے۔ سقوط بغداد سے لے کر سقوط ڈھاکہ تک تاریخ کے اوراق میں قدم قدم پر ہمیں اپنے ہی نشیمن پر بجلیاں گراتے نظر آئیں گے۔ جب ہلاکو خان کی افواج بغداد کے دروازے تک پہنچ چکی تھیں بغداد کے علماء اور عوام بے مقصد بحثوں میں الجھے ہوئے تھے اور غدار خلیفہ وقت کو بتا رہے تھے کہ بغداد کی فوج خزانے پر بوجھ ہے، اس کو گھٹا دینا چاہیے۔ جب مسلم اندلس کا آخری محافظ بوڑھا سلطان ابوالحسن عیسائی حکمران فرڈیننڈ اور ملکہ ازابیلا کے خلاف جہاد کا آغاز کر چکا تھا تو فرڈیننڈ کے زرخرید غرناطہ میں اس کے بیٹے ابوعبداللہ سے بغاوت کروا رہے تھے، اور ایک بوڑھا باپ اپنے بیٹے کی غداری کی وجہ سے سپین کے مسلمانوں کی فصلِ سر کٹنے اور سرزمین اندلس سے اُن کا نام ونشان مٹا دینے کے معاہدے پر دستخط کر رہا تھا۔

ہندوستان میں جب سراج الدولہ اور ٹیپو سلطان اہلیان ہند کو انگریز سامراج کے خلاف پکار رہے تھے تو ایک طرف میر جعفر اور میر صادق ان کے دفاع کو کمزور کر رہے تھے تو دوسری طرف نواب اودھ اور نظام دکن جیسے عاقبت نااندیش ان کو امن دشمن اور دہشت گرد قرار دے رہے تھے۔ اور پھر یہ تو کل ہی کی بات ہے کہ جب مشرقی پاکستان جل رہا تھا تو ہماری آزادی کا رکھوالا جرنیل شراب کے نشے میں دھت رنگ رلیاں منا رہا تھا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ ہم وہ قوم ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعے عزت وکامرانی بخشی۔ مسلمان جب تک اسلام پر کاربند رہے، فتح ونصرت اُن کے قدم چومتی رہی اور جیسے ہی وہ اسلامی نظریے اور ایک سوچ سے محروم ہوئے تباہی ان کا مقدر بن گئی۔ آج ہم اہل پاکستان کو میر جعفروں اور میر صادقوں کا سامنا ہے۔ یہ عملی اور فکری دونوں میدانوں میں سرگرم ہیں۔ ایک حساس اور دردملی سے سرشار آدمی جب یہ دیکھتا ہے کہ نام نہاد دانشور یہ وعظ کر رہے ہیں کہ مذہب اور سیاست کو یکجا نہیں کرنا چاہیے اور سادہ لوح پاکستانی ان پر ایمان لے آتے ہیں، تو اُسے ماضی کے میر جعفر اور میر صادق یاد آنے لگتے ہیں۔ ایسے ہی میر جعفروں کو علامہ اقبال نے ننگ دین، ننگ ملت، ننگ وطن قرار دیا تھا۔

بقیہ: اداریہ

کہ سو میں سے ننانوے غلط کرنے والا بھی اگر ایک کام صحیح کرے تو جہاں اس کے ننانوے کاموں کی شدت سے مذمت کرنی چاہیے، اس کے ایک اچھے کام کی تعریف کرنا بھی حق ہے اور یہ حق ادا کرنا چاہیے۔ لیکن اس تحسین یا تنقیص کے باوجود ہم اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے صرف اور صرف منہج انقلابِ نبویؐ کو صراط مستقیم سمجھتے ہیں، اور اِسے اپنائے رکھیں گے۔ باقی سب کج راہی اور گمراہی ہے۔ یہ ہماری رائے نہیں، ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔
آخر میں ہم پھر اس خواہش کا اعادہ کریں گے کہ تنظیم کے لٹریچر خصوصاً منہج انقلابِ نبویؐ اور رسولِ انقلابؐ کا طریقِ انقلاب اور امیر تنظیم اسلامی کے خطباتِ جمعہ اور بیانات کو غور سے پڑھیں اور سماعت فرمائیں۔ ہمارا دینی فریضہ ہے کہ اِس پیغام کو گھر گھر پہنچائیں اور پھر ہر گھر سے صدا آئے ''گو نظام گو''

ذائقے

راحیل گوہر

یہ ذائقہ بھی کیا عجیب چیز ہے‘ کبھی کریلے کی مانند کڑوا تو کبھی شہد جیسا میٹھا۔ کبھی یہ زبان کو تلخی سے آلودہ کرتا ہے تو کبھی حلاوت اور مٹھاس سے لطف اندوز کرتا ہے۔ کہتے ہیں کہ بیتے دنوں کی یادیں بھی ذائقہ کی طرح ہی ہوتی ہیں جو زبان کو چھوئے بنا ہی دل کی گہرائیوں میں اتر جاتی ہیں۔ تلخ ہوں تو لگتا ہے کہ پورا وجود ہی کڑواہٹ میں تحلیل ہوگیا ہے اور اگر شیریں اور لذت بخش ہوں تو انسان کے انگ انگ میں سرور سا بھر دیتی ہیں۔

ایک ذائقہ انسانی رویوں کا بھی ہوتا ہے۔ ہم کسی کو دل کی گہرائیوں سے چاہتے ہیں‘ اس سے ٹوٹ کر پیار کرتے ہیں‘ مگر وہ بے وفائی اور ستم گری کا ایسا ذائقہ ہمیں چکھاتا ہے جس کا اثر برسوں زائل نہیں ہوتا۔ اور کبھی زندگی کی پرخار اور بل کھاتی پگڈنڈیوں پر چلتے ہوئے ناگہاں خلوص آمیز اور والہانہ محبت سے سرشار ایسے رویے سامنا آجاتے ہیں کہ ان کی شیرینی اور حلاوت دل کو کیف وسرور سے سرشار کر دیتی ہے۔

جسم و جان کا رشتہ برقرار رکھنے کے لیے رزق کا حصول لازمی ہے اور اس حیات دنیوی میں حصول رزق کی دو ہی صورتیں ہیں: رزق حلال اور رزق حرام۔ ان دونوں کے ذائقے بھی الگ الگ ہیں۔ رزق حرام کے استعمال سے اکثر انسان کا بدن پھل پھول جاتا ہے‘ وارے نیارے ہوجاتے ہیں۔ شناسا اور آس پاس رہنے والے لبوں پر مصنوعی مسکراہٹ لاکر سلام کرتے ہیں‘ خیریت دریافت کرتے ہیں۔ لیکن ہر عمل کا ردعمل واقع ہونا فطرت کا تقاضا ہے۔ چنانچہ حرام غذا پر پلا ہوا جسم روح کو مضمحل کر دیتا ہے‘ کیونکہ روح انسان کا اصل جوہر ہے اور وہ پاکیزہ اور شفاف غذا سے جلا پاتی اور سیراب ہوتی ہے۔ رزق حرام سے انسان کے بطن میں سفلی میلانات پرورش پاتے ہیں اور اس کی فکر اور اس کے افعال میں شیطنیت پیدا ہونے لگتی ہے اس کے برخلاف رزق حلال کا ذائقہ ایسا نشاط افزا ثابت ہوتا ہے کہ زبان چھوتے ہی یوں لگتا ہے گویا مشام جاں کو حیات نو مل گئی ہو۔

ایک عجیب ذائقہ خود فریبی کا بھی ہوتا ہے‘ بقول شاعر:

خود فریبی سی خود فریبی ہے
پاس کے ڈھول بھی سہانے لگے

خود فریبی کا ذائقہ چکھنے والا زندگی کا طویل عرصہ خوابوں اور خیالوں کی دنیا میں پرواز کرتے ہوئے ہی گزار دیتا ہے۔ اس عالم ناپائیدار کے رموز واسرار سے بے پروا‘ دنیا و مافیہا سے بے نیاز اپنی ہی ذات میں گم زندگی کے دن پورے کرتا رہتا ہے۔ لیکن جب حقائق کا ’ایلوا‘ اس کی خود فریبی کی حلاوت کو کڑواہٹ میں بدلتا ہے تب وہ خواب غفلت سے چونکتا ہے‘ مگر اس وقت تک بہت دیر ہو چکی ہوتی ہے۔

کچھ ذائقے اور بھی ہوتے ہیں جو بظاہر بے حد چٹ پٹے‘ خوش ذائقہ اور لذت آمیز ہوتے ہیں‘ مگر اپنی تاثیر کے اعتبار سے انتہائی زہر آلود اور مہلک ثابت ہوتے ہیں۔ مگر عجیب بات ہے کہ انسانی معاشرت کی کثیر تعداد کو یہ ذائقے انتہائی مرغوب ہیں۔ دوسرے الفاظ میں یہ اکثریت کی پسندیدہ ڈشز ہیں۔ جن کی فہرست طعام کچھ یہ ہے‘ حسد‘ غیبت‘ غصہ‘ تعصب‘ نفرت‘ خودغرضی‘ بغض وعداوت اور ظلم وناانصافی وغیرہ۔ یہ تمام ذائقے معاشرے کی بڑی تعداد کی زبان کو ہمہ وقت تر و تازہ رکھتے ہیں اور زبان کے یہ چٹخارے خلوت اور جلوت میں لطف پہنچاتے رہتے ہیں‘ مگر اس کے منطقی نتیجے کے طور پر ان ذائقوں کے انتہائی مضر اور ہلاکت آمیز اثرات (side effects) ظاہر ہوتے ہیں۔ انسانی معاشرے کے بنیادی اخلاقی اوصاف جو انسانی طاقت کا اصل مرکز و محور ہیں‘ جن پر اخلاقی اقدار کی پوری عمارت کھڑی ہے‘ وہی زمیں بوس ہونے لگتی ہے‘ پھر نہ طعام باقی رہتا ہے نہ قیام۔

آج کے اس علمی‘ تحقیقی اور روشن خیالی کے دور میں ایک اور ذائقہ کا اضافہ ہوا ہے اور وہ ہے انسانی خون اور گوشت کا ذائقہ۔ انسان کو ذبح کر کے اس کا خون پینا اور اس کا گوشت تکہ بوٹی اور قیمہ بنا کر کھانا اور چٹخارے لینا۔ انسان کی اس درندگی اور حیوانیت کا یہ مظاہرہ سوچنے پر مجبور کرتا ہے کہ کیا ہم واقعی ترقی یافتہ اور مہذب اقوام ہیں؟ اور کیا درحقیقت ہم وہی انسان ہیں جسے مسجود ملائک بنایا گیا تھا؟ اور جس کے بارے میں قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰي كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ۝﴾ (بنی اسرائیل:70)

”ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی اور انہیں بحر و بر میں سواریاں عطا کیں اور پاکیزہ روزی دی اور اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی۔“

سفاکی اور بے رحمی کے ان ہولناک واقعات سن کر پڑھ کر ہی رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں کہ جس انسان کو اشرف المخلوقات کا مرتبہ عطا کیا گیا تھا وہ خون آشام بھیڑیوں کا روپ دھارنے لگا ہے۔

ایک ذائقہ منصب و اقتدار کے حصول کا بھی ہے۔ قصہ حاتم طائی کے مصداق‘ جس میں پوچھے گئے پانچ سوالوں میں ایک یہ بھی تھا کہ وہ کیا چیز ہے جسے ایک بار دیکھا ہے اور بار بار دیکھنے کی خواہش ہے؟ یہ بھی ایسا چٹ پٹا ذائقہ ہے کہ جس نے ایک بار چکھ لیا وہ بار بار چکھنے کا خواہش مند رہتا ہے۔ اور اپنی اس ہوس اقتدار میں وہ اخلاق و قانون کی تمام حدوں کو روند جاتا ہے۔ اقتدار کا نشہ ہی کچھ ایسا ہے کہ یہ انسان کے حواس معطل کر دیتا ہے۔

اسی قبیل کا ایک اور ذائقہ شہرت اور خوش نمائی کا ہے۔ یہ ذائقہ بھی انسان کو اپنے ہی جیسے دیگر انسانوں کی ترقی کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔ خودنمائی کا طالب شہرت اور بلندی کے افق پر صبح کے ستارے کی مانند جگمگانے کا آرزومند رہتا ہے تاکہ دیگر انسانوں کو اسے دیکھنے کے لیے سر اوپر اٹھانا پڑے‘ لیکن وہ یہ بھول جاتا ہے کہ جو شاخ پھلوں سے زیادہ لدی ہوتی ہے وہی نیچے جھکی ہوتی ہے۔

جو اعلیٰ ظرف ہوتا ہے ہمیشہ جھک کے ملتا ہے
صراحی سرنگوں ہو کر بھرا کرتی ہے پیمانہ

آخر میں ایک اور ذائقہ کا ذکر بے حد ضروری ہے‘ ورنہ تشنگی رہ جائے گی‘ کیونکہ یہ ایک ایسا حیرت انگیز ذائقہ ہے کہ جسے دنیا کا کوئی شخص بھی خوشی خوشی چکھنے کے لیے تیار نہیں ہوگا‘ بلکہ اس کا تو نام ہی لوگوں کی زبان پر کڑواہٹ گھول دیتا ہے۔ لیکن یہ بھی ایک چشم کشا حقیقت ہے کہ قدرت ہر کسی کو یہ ذائقہ چکھا کر ہی رہتی ہے۔ مؤمن اور کافر‘ نیک و بد‘ گورا کالا‘ کسی مذہب اور کسی بھی رنگ و نسل سے اس کا تعلق ہو‘ اسے ایک دن خواہی نخواہی یہ ذائقہ چکھنا ہی پڑتا ہے۔ اس سے کسی کو فرار ممکن ہی نہیں ہے۔ یہ ذائقہ وہ ہے جس کا ذکر قرآن میں ایک سے زائد بار آیا ہے۔ اور قرآن حکیم کا یہ خاص اسلوب ہے کہ وہ جب کسی بات پر زور دیتا ہے تو اس کی تکرار کرتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ﴾

”ہر جان موت کا مزا چکھنے والی ہے۔“

اور سچ بھی یہی ہے کہ روزِ ازل سے قیامت تک آنے والا آخری انسان زندگی کا چراغ بجھنے تک اس کا ذائقہ چکھتا رہے گا۔

جس طرح دنیا میں خیر و شر کا وجود تکوینی امور کا لازمی تقاضا ہے‘ اسی طرح ہر معاملے میں استثنائی کیفیت کا پایا جانا بھی اس حیاتِ دنیوی کا خاصہ ہے۔ چنانچہ انسانوں کے اس جمِ غفیر میں قلیل تعداد ان خدا ترس نفوس کی بھی ہے جو اس کڑوے کسیلے ذائقے کو چکھنے کے لیے ہمہ وقت اور ہر آن تیار رہتے ہیں۔ اور یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں قرآن حکیم میں بایں الفاظ نشاندہی کی گئی ہے:

﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾ (یونس:62)

”سن رکھو جو اللہ کے دوست ہیں ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔“

یہی وہ لوگ ہیں جو ہر لحظہ اپنے رب سے ملاقات کے لیے بے قرار رہتے ہیں۔ جن کے لیے یہ دنیا قید خانہ ہے‘ وہ اس فریب نظر کی دنیا کے حصار کو توڑ کر اپنے خالق و مالک اور رفیق اعلیٰ کے حضور حاضر ہونے کے لیے ماہیٔ بیتاب کی مانند تڑپتے اور مچلتے رہتے ہیں۔ ان کو جب موت کا ذائقہ چکھایا جاتا ہے تو ان کی حالت کچھ اس طرح ہوتی ہے:

نشان مردِ مؤمن با تو گویم
چو مرگ آید تبسم بر لب اوست

زندگی ان ہی تلخ و شیریں ذائقوں کی بدلتی کیفیات کا نام ہے۔ اب یہ انسان کے اپنے فکر و عمل پر منحصر ہے کہ وہ کس خوبصورتی سے تلخیوں کو حلاوت میں بدلتا ہے۔ کیوں کہ زندگی کے عملی رویوں کا تعین فکر و عمل کی درستی اور صحت سے مشروط ہے۔ البتہ اس عمل میں یہ حقیقت ذہن کے کینوس سے معدوم نہ ہو کہ بدی کے راستے خوشنما بھی ہیں اور دل فریب بھی‘ لیکن اصل میں یہ سب سراب ہے‘ دھوکا ہے۔ آسمان پر چمکتا ہوا چاند صحن میں رکھے ہوئے پانی سے بھرے تھال میں بھی اتر آتا ہے‘ مگر ہر شخص جانتا ہے کہ یہ صرف چاند کے عکس کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔ اسی طرح بدی کے راستوں پر سفر کرنے والا ہمیشہ تہی دامن اور حقیقی مسرتوں سے سدا محروم ہی رہتا ہے۔ یہ شاہانہ رکھ رکھاؤ‘ یہ گاڑیاں‘ یہ بینک بیلنس‘ آبشار سے گرتے ہوئے اُس پانی کی مانند ہیں جنھیں مٹھی میں قید نہیں کیا جا سکتا‘ بقول میر۔

ہستی اپنی حباب کی سی ہے
یہ نمائش سراب کی سی ہے

سکون و عافیت اور قلبی و روحانی طمانیت اس نیکی اور پارسائی میں پنہاں ہے جس سے زندگی کی اعلیٰ قدریں عبارت ہیں۔ اسی کیفیت کو قرآن حکیم میں نفس مطمئنہ کہا گیا ہے۔ روکھی سوکھی کھاؤ یا لوازمات سے بھرپور پُرتکلف کھانے‘ ذائقہ صرف اُس وقت تک محسوس ہوتا ہے جب تک نوالہ حلق سے نیچے نہیں اتر جاتا۔ اس کے بعد سب برابر ہے۔ نہ مٹھاس باقی رہتی ہے اور نہ ہی تلخی کا کوئی احساس۔

❀❀❀

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ ”جامع مسجد گلزار قائدنز دائیر پورٹ راولپنڈی“ میں

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

26 /اکتوبر تا یکم /نومبر 2014ء

(بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں مندرجہ ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔

رفقاء اِن موضوعات پر دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:

☆ جہاد فی سبیل اللہ ☆ عبادتِ رب ☆ شہادت علی الناس
☆ اقامت دین ☆ اسلام کا انقلابی منشور

زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 051-4434438 ، 0333-5382262

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: (042)36316638-36366638

امیر تنظیم اسلامی سے مقامی تنظیم شاہدرہ/فیروزوالا کے رفقاء کی خصوصی ملاقات

تنظیم اسلامی شاہدرہ فیروز والا کے امیر سید اقبال حسین کی قیادت میں رفقائے تنظیم کے ایک وفد نے امیر محترم حافظ عاکف سعید سے قرآن اکیڈمی لاہور میں خصوصی ملاقات کی۔ ملاقات میں ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی محترم اظہر بختیار خلجی، حلقہ لاہور شرقی کے امیر قرۃ العین بھی موجود تھے۔ سید اقبال حسین نے افتتاحی گفتگو میں اس خصوصی ملاقات کا مدعا بیان کیا اور ''نئے پاکستان'' اور ''انقلابی پاکستان'' کے حوالے سے ہونے والے دھرنوں بارے تنظیم اسلامی کے نقطۂ نظر سے آگاہی کی خواہش کا اظہار کیا۔ ڈاکٹر اکرام علی اظہر رفیق تنظیم نے تحریک انصاف اور عوامی تحریک کے قائدین کے نظریات کے حوالے سے اپنا تاثر بیان کیا۔ جس کے جواب میں امیر تنظیم اسلامی نے فرمایا کہ پی اے ٹی اور پی ٹی آئی کے افکار و نظریات کے حوالے سے ایک بات قابل غور ہے، وہ یہ کہ دونوں دھرنا قائدین ''اسلام'' کا حوالہ دینے سے بھی گریزاں ہیں اور ان دونوں جماعتوں کے پیش نظر انقلاب میں اسلام کے سماجی، سیاسی اور معاشی نظام کا سرے سے کوئی تذکرہ ہی موجود نہیں ہے۔ انہوں نے کہا پاکستان کے حوالے سے جس تبدیلی کی علمبردار اور خواہش مند تنظیم اسلامی ہے، وہ تبدیلی نظام خلافت کو رول ماڈل اور نمونہ بنا کر ہی لائی جاسکتی ہے۔ اور یہی تبدیلی ملک اور قوم کے لئے خیر و برکت کا باعث بن سکتی ہے۔ راقم الحروف نے کہا کہ اُن کی زندگی میں ہر آنے والا دن تنظیم اسلامی کے اختیار کردہ فکر اور منہج پر پہلے سے زیادہ اعتماد اور پختگی لے کر آتا ہے۔ تنظیم اسلامی کے بانی امیر ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی اقامت دین، اسلامی انقلاب اور نظام خلافت کے دینی تصورات کو اُجاگر کرنے کے لئے وقف کیے رکھی۔ انہوں نے اسلامی انقلاب کیا، کیوں اور کیسے؟ کے موضوع پر تفصیلی لائحہ عمل پیش کیا۔ قرآن وحدیث پر مبنی اس فکر کو اپنا کر ہی ملک میں اسلامی تعلیمات کے نفاذ کے لئے تبدیلی لائی جاسکتی ہے۔ راقم الحروف نے کہا کہ عمران خان اور طاہر القادری کے یک جان و دو قالب ''انقلابی اور آزادی'' دھرنوں میں خواتین اور بچوں کو ''پُرکشش پیکیج'' پر لایا گیا۔ نوعمر لڑکے اور غریب و مزدور طبقہ سے تعلق رکھنے والے بے روزگار حضرات بھی اسلام آباد لائے گئے۔ نئے پاکستان کی تشکیل جدید کرنے والوں میں ایسی خواتین و حضرات بھی شامل ہیں جنہیں نہ کسی معاشی پریشانی کا سامنا ہے اور نہ کسی سماجی اور اسلامی قدر کا لحاظ پاس ہے۔ راقم نے امیر تنظیم اسلامی کو ندائے خلافت کے لئے لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی پر مبنی پالیسی اختیار کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ اُسرہ رچنا ٹاؤن کے نقیب مولانا افتخار احمد نے مقامی تنظیم شاہدرہ/فیروز والا کے زیراہتمام مساجد کے حوالے سے تنظیم کی سطح پر تعاون کی ضرورت کو اجاگر کیا۔ امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید نے اسی تجویز پر مناسب سطح پر عمل درآمد کے حوالے سے بات کی۔ اس ملاقات میں رفیق تنظیم جناب امداد اللہ بھی موجود تھے۔ اس ملاقات کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ تنظیم کی اعلیٰ قیادت اور رفقائے تنظیم اسلامی نظام خلافت کے احیاء کے لئے اپنی موجودہ کوششوں کو مزید تیز کریں۔ پاکستان کو اسلامی اور انقلابی پاکستان اگر بنانا ہے تو اس کے لئے اسلام ہی ہمارا اصل سرمایہ ہے۔

(مرتب: نعیم اختر عدنان)

حلقہ ملاکنڈ کے زیراہتمام سہ ماہی دعوتی و تربیتی اجتماع

7 ستمبر 2014ء بروز اتوار حلقہ ملاکنڈ کے زیراہتمام سہ ماہی دعوتی و تربیتی اجتماع منعقد کیا گیا۔ اس بار یہ اجتماع اس حوالہ سے منفرد رہا کہ احباب اور رُفقاء کو الگ الگ رکھ کر پروگرام ترتیب دیا گیا تھا۔ احباب مرکز کے ہال میں تشریف فرما تھے جنہیں ہمارے سینئر رُفقاء محترم فیض الرحمٰن، ممتاز بخت اور حضرت نبی محسن نے فرائض دینی کا جامع تصور، جماعت اور بیعت کی اہمیت اور منہج انقلاب نبویؐ جیسے موضوعات پر لیکچرز دیئے۔ دوسری طرف رُفقاء کے لئے مرکز کے قریب ہی واقع مسجد میں نشست کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اس نشست میں تربیتی موضوعات زیر بحث آئے۔ حبیب علی نے درس قرآن سے پروگرام کا آغاز کیا۔ انہوں نے سورۃ آل عمران کی آیت 14 ﴿ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ ...... الخ ﴾ کا درس دیا۔ جس میں رب کائنات نے انسان کے حیوانی وجود کو مرغوب چند چیزوں کا تذکرہ کر کے بین السطور میں ہمارے ذہنوں کو اس طرف موڑا ہے کہ ان چیزوں میں کھو کر اپنی ابدی زندگی برباد نہ کرو۔ مذکورہ آیت کے آخر میں ارشاد فرمایا ہے کہ یہ سب کچھ جو تمہیں بہت عزیز ہے دنیوی زندگی کا سامان ہے۔ یہ موت کے بعد کی زندگی میں کام آنے والا نہیں۔ اسی کے تسلسل میں قاری امیر رحمٰن نے حدیث مبارکہ کی روشنی میں فکر آخرت پر سیر حاصل گفتگو کی۔

طالبان آخرت کے شب و روز اور اوصاف کے موضوع پر سٹیج سیکرٹری اور مقامی تنظیم بٹ خیلہ کے امیر شوکت اللہ نے دلچسپ انداز میں گفتگو کی۔ راقم نے تنظیم میں دعوت کا اہتمام اور تقسیم کار کو واضح کر کے اسروں میں حلقہ قرآنی کے زیراہتمام مذاکرہ کرایا۔ بعدازاں ناظم حلقہ نے حلقہ ملاکنڈ کی کارکردگی کا مختصر مگر جامع جائزہ پیش کر کے رُفقاء کے سامنے ان کی سرگرمیوں کی تصویر پیش کی۔ آخر میں حافظ احسان اللہ نے جنہیں حال ہی میں مقامی تنظیم واڑی کی امارت کی ذمہ داری سونپی گئی ہے، حالات حاضرہ خاص طور پر اسلام آباد میں جاری دھرنوں اور تنظیم اسلامی کے دھرنے کا موازنہ پیش کیا۔

رُفقاء و احباب نے پروگرام کو بہت سراہا اور آئندہ بھی اسے جاری رکھنے کی تجویز دی۔ نماز ظہر اور ظہرانہ کے بعد یہ اجتماع اختتام کو پہنچا، اور شرکاء گھروں کو روانہ ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیر سی کوشش کو قبول فرما کر ہمیں اپنی رضا سے نوازے۔ آمین (مرتب: شاہ وارث)

قصور میں ایک روزہ دعوتی و تربیتی پروگرام

تنظیم اسلامی حلقہ لاہور شرقی کے زیراہتمام ایک روزہ دعوتی و تربیتی پروگرام 21 ستمبر 2014ء کو ضلع قصور میں ایک مقامی رفیق تنظیم جناب علی احمد کی رہائش گاہ پر منعقد ہوا۔ پروگرام میں شرکت کی غرض سے حلقہ لاہور شرقی سے 14 رفقاء پر مشتمل دعوتی قافلہ نور الوری کی امارت میں اتوار کی صبح 9 بجے حلقہ کے دفتر سے دو گاڑیوں کے ذریعے قصور کی طرف روانہ ہوا۔ 10 بجے قصور پہنچے۔ وہاں 2 رفقاء اور تقریباً 12 احباب پہلے سے موجود تھے۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز حافظ حسین احمد کی تلاوت سے ہوا۔ جس کے بعد جناب عبدالمنان نے حاضرین کو مختصراً پروگرام کے بارے میں تفصیلات بتلائیں اور بھائی علی احمد کو درس قرآن کی دعوت دی۔ ماشاء اللہ علی احمد نے ''قرآن معجزۂ نبویؐ'' کے موضوع پر بہت ہی عمدہ درس دیا۔ انہوں نے تفصیل کے ساتھ اعجاز قرآن کے مختلف پہلو آیات قرآنیہ کے ذریعے واضح کیے۔ درس قرآن کے بعد زید بن آصف نے درس حدیث دیا۔ انہوں نے ایک طویل حدیث کے ذریعے تذکیر کروائی اور واضح کیا کہ صحابہؓ کا طرز عمل ہمارے لیے

اعلیٰ نمونہ ہے۔ اس کے بعد جناب عبدالمنان نے فرائض دینی کے جامع تصور پر گفتگو کی۔ انہوں نے تفصیل کے ساتھ حاضرین کے سامنے دین کے مطالبات کو قرآن وسنت کی روشنی میں واضح کیا۔ بعدازاں نورالوریٰ نے دینی فرائض کی ادائی کے لوازمات کے حوالے سے گفتگو کی۔ آخر میں عبدالمنان نے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا اور اجتماعی دعا کے ساتھ یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ اقامت دین کی جدوجہد میں ہماری کاوشوں کو قبول ومنظور فرمائے۔ (آمین) (رپورٹ: رفیق تنظیم اسلامی)

تنظیم اسلامی شاہدرہ کے زیراہتمام فہم دین پروگرام

تنظیم اسلامی شاہدرہ کے زیراہتمام شاہدرہ اُسرہ کے نقیب ثاقب ادریس کی رہائش گاہ پر فہم دین پروگرام ہوا۔ رفقاء واحباب کی اکثریت بروقت پروگرام میں پہنچ گئی۔ ڈاکٹر سید اقبال حسین نے لیکچر دیا۔ انہوں نے شرکاء پر مروجہ تصور مذہب اور دین کا فرق واضح کیا۔ دین کی طرف سے ایک مسلمان پر عائد ہونے والے فرائض سے روشناس کرایا اور دینی اصطلاحات یعنی عبادت رب، شہادت علی الناس اور اقامت دین کی جدوجہد جیسے فرائض دینی پر گفتگو کی اور ان فرائض کی ادائی میں متوقع مشکلات اور رکاوٹوں اور اُن کے سدباب اور عزم مصمم سے اُن کا مقابلہ کرنے کے بارے قرآن وسنت کی روشنی میں رہنمائی دی۔ یہ بھی واضح کیا گیا کہ پاکستان میں اقامت دین کا عمل انقلاب کے بغیر ممکن نہیں اور اس انقلابی عمل کے لیے منہج انقلاب نبوی ﷺ کو پیش نظر رکھنا ہوگا۔ شرکاء مجلس کو انقلاب کے مراحل یعنی نظریہ کی اشاعت، تنظیم، تربیت وتزکیہ، صبر محض، اقدام اور مسلح تصادم اور اقامت دین کی جدوجہد کے لوازمات التزام جماعت اور بیعت کے بارے میں تفصیل سے آگاہ کیا گیا۔ حاضرین کو یہ بھی بتایا گیا کہ انقلاب کے لغوی معنی تبدیلی کے ہیں اور اصطلاح میں انسانی زندگی کے اجتماعی گوشوں میں سے کسی ایک یا سب میں بنیادی تبدیلی کو انقلاب کہا جائے گا۔ گفتگو کے دوران گاہے بگاہے شرکاء کو سوالات کی اجازت تھی اور ان کی جانب سے آنے والے سوالات کے جوابات دیے گئے۔

آخر میں تنظیم اسلامی کا تفصیلی تعارف کرایا گیا اور شرکاء کے نام، پتے اور رابطہ نمبر حاصل کیے گئے، جو دفتر حلقہ کو پہنچا دیے گئے، تاکہ ان افراد سے مزید رابطہ کیا جاسکے اور انہیں تنظیم کا بنیادی لٹریچر فراہم کیا جائے۔ رفقاء اور احباب نے اس پروگرام کو سراہا۔ اجتماعی دعا کے بعد یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ اقامت دین کی جدوجہد میں ہماری ان کاوشوں کو قبول ومنظور فرمائے۔ (آمین) (رپورٹ: ڈاکٹر سید اقبال حسین)

تنظیم اسلامی حلقہ سکھر کی دعوتی سرگرمیاں

تنظیم اسلامی حلقہ سکھر کے تحت کافی عرصہ کے تعطل کے بعد گزشتہ دنوں نشتر روڈ پر بعد نماز مغرب دوبارہ عوامی درس قرآن کا آغاز ہوا۔ جس میں مدرس کے فرائض امیر حلقہ سکھر جناب احمد صادق سومرو ادا کرتے ہیں۔ یہ پروگرام ہمارے ایک حبیب فیصل کی دوکان کے باہر منعقد کیا جاتا ہے۔ سڑک کے ایک جانب گاڑیوں کی آمدورفت بھی جاری رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فیصل صاحب کو اجر عظیم سے نوازے۔ اس بار پروگرام میں رفقاء واحباب کی تعداد تقریباً 25 رہی۔ درس کے بعد بانی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے مختلف دروس کے کلپس بذریعہ ملٹی میڈیا دکھانے کا اہتمام کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس سعی کو قبول فرمائے۔ (آمین)

اِسی طرح درس کا ایک پروگرام لوکل بورڈ سکھر میں منعقد کیا گیا۔ پروفیسر محمد شفیع نے مدرس کے فرائض سرانجام دیئے۔ انہوں نے قرآن حکیم کی عظمت، اہمیت اور قرآن حکیم کی مسلمانوں پر عائد ذمہ داریاں کے موضوع پر گفتگو کی۔ محفل درس میں رفقاء واحباب کی تعداد تقریباً 15 رہی۔ چند بچے بھی اس پروگرام میں شریک رہے۔ درس کے بعد بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے خطاب کی ویڈیو بذریعہ ملٹی میڈیا دکھائی گئی۔ آئندہ بھی اس درس کو جاری رکھنے کا عزم کیا گیا۔

☆☆☆☆☆

تنظیمی اطلاعات

مقامی تنظیم ''ٹوبہ ٹیک سنگھ'' میں غلام نبی کا بطور امیر تقرر

☆ امیر حلقہ فیصل آباد کی جانب سے مقامی تنظیم ٹوبہ ٹیک سنگھ میں تقرر امیر کے لئے موصولہ ان کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 18 ستمبر 2014ء میں مشورہ کے بعد غلام نبی کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

مقامی تنظیم ''ناظم آباد'' میں خالد بشیر کا بطور امیر تقرر

☆ امیر حلقہ کراچی شمالی کی جانب مقامی تنظیم ناظم آباد میں تقرر امیر کے لیے موصولہ اُن کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 25 ستمبر 2014ء میں مشورہ کے بعد خالد بشیر کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

ضرورت رشتہ

☆ ارائیں فیملی کو اپنے حافظ قرآن بیٹے، عمر 30 سال، دراز قد، تعلیم ACCA، لندن میں ملازمت کے لئے صوم وصلوٰۃ کی پابند، نیک سیرت، دینی مزاج کی حامل لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0300-8236787

☆ لڑکی، عمر 26 سال، قد 5 فٹ 4 انچ، تعلیم ایم اے انگلش، صوم وصلوٰۃ اور پردے کی پابند کے لئے اعلیٰ تعلیم یافتہ برسرروزگار دینی مزاج کے حامل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0300-7298206

☆ سرگودھا میں مقیم فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 21 سال، تعلیم ایم ایس سی (Part:II) صوم وصلوٰۃ وشرعی پردے کی پابند کے لئے دینی مزاج کے حامل برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی قید نہیں۔ برائے رابطہ: 048-3711469

☆ تنظیم اسلامی ملتان غربی کے ملتزم رفیق کو اپنی ہمشیرہ (مطلقہ)، عمر 37 سال (اولاد والد کے پاس) تعلیم بی اے، کے لیے دینی مزاج کا حامل رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0311-6066800 0333-7629415

☆ گوجرانوالہ کی رہائشی شیخ خواجہ فیملی کو دینی مزاج کی حامل ڈاکٹر بیٹی (ایم بی بی ایس) عمر 27 سال، ایف سی پی ایس فرسٹ ائیر ٹرینی، قد 5 فٹ 3 انچ کے لیے دینی مزاج کے حامل (ترجیحاً ڈاکٹر) لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0336-4714760 0333-8182835